56

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ جل جلالہ

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

سیفِ احمد علی

برگردنِ

دُشمنِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، آفتابِ ھدایت

حضرت علامہ سید احمد علی شاہ سیفی نقشبندی

مترجم

میاں ظاہر شاہ قادری

ایم اے اسلامیات، آنرز ان عربک و پرشین و فاضل تنظیم المدارس و فاضل درس نظامی

ناشر

شعبۂ نشر و اشاعت

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

بالمقابل پیٹرول پمپ، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۝

سیفِ احمد علی

بر گردنِ

دشمنِ نبی ﷺ

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، آفتابِ ہدایت

حضرت علامہ سید احمد علی شاہ سیفی نقشبندی

مترجم

میاں طاہر شاہ قادری

ایم اے اسلامیات، آنرز ان عربک و پرشین و فاضل تنظیم المدارس و فاضل درس نظامی

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

بالمقابل پیٹرول پمپ، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

نام کتاب............... سیف احمد علی بر گردن دشمن نبی ﷺ

نام مولف............... پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ
سید احمد علی شاہ نقشبندی سیفی

نام مترجم............... میاں ظاہر شاہ قادری مدنی

اشاعت اول............ نومبر 2007ء

طباعت............... جمیل برادرز (0332-2316946)

ناشر............... جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی
فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن کراچی

ہدیہ.................. روپے

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمان الرحیم

الحمد للہ الذی جعل النبی للعالمین نذیرا و جعل عدوہ فی العالمین الاخسرینا والصلوۃ والسلام علی محمد ﷺ صاحب لواء الحمد وسراجا منیرا وعلی آلہ واصحابہ ھم للرسول قرینا اما بعد فقیر کے دوست واخی حضرۃ العلامہ پیر طریقت مولانا سید احمد علی شاہ نقشبندی مدظلہ العالی نے اپنی کتاب جو حضور انور ﷺ کے توہین کرنے والوں کے لئے تازیانہ تیار کیا تھا اور یہ عربی زبان میں تھا فقیر کو اردو میں ترجمہ کرنے کے لئے ارشاد فرمایا فقیر نے غنیمت جان کر اس کا ترجمہ شروع کیا جو قارین کے ہاتھوں میں موجود ہے اللہ تعالیٰ سے ابتدا اور انتہاء ہے **وباللہ التوفیق والیہ انیب۔** توہین کرنے والے کی توبہ قبول نہیں پہلا مقصد: وہ دلائل جو توہین کرنے والے پر کفر کے حکم اور عدم قبول توبہ اور قتل کرنے کے متعلق کے بارے میں ہیں۔ حضور ﷺ کے وصال فرمانے کے بعد احکام دین تین ہیں۔ ایک دلیل ان میں سے اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن

مقدس ہے۔ دوسری دلیل احادیث نبویہﷺ ہیں اور تیسری دلیل امت مرحومہ کا اجماع ہے۔ کتاب اللہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے

ان الذین یوء ذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و اعد لھم عذاب عظیم

بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دیتے ہیں تو دنیا آخرت میں اُن پر لعنت ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب تیار کیا گیا ہے۔

۲۔ **والذین یوئذون رسول اللہ لھم عذاب الیم**۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول کو تکلیف دیتے ہیں اُن کے لئے دردناک عذاب ہے ۔ **ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا الخ** جہاں یہ پائے جائینگے ان پر لعنت ہے ان پر لعنت ہے ان کو پکڑ و اور ان کو قتل کرو ۔ **فھذہ الایات نزل علیٰ کفرہ وقتلہ والاذیٰ ھو الشر الخفیف فان زاد کان ضررا کذا قال الخطابی وغیرہ اہ (رسائل شامی ج ۱ ص ۳۱۶۔ ۳۱۷)** یہ آیات مبارکہ سابی کے قتل اور تکلیف کے متعلق نازل ہوئیں ہیں یہ ایک خفیف شر ہے اگر یہ زیادہ ہوا تو یہ دین کے لئے مضر ہے۔ ایسا ہی خطابی نے

فرمایا ہے۔

٤ : ان الذین کفروا بعد ایمانهم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتهم الخ فان قیل ان اقواله تعالیٰ : ا۔ توبوا الی الله الایه

٢ :وهو الذی یقبل التوبة عن عباده الخ

٣ : قابل التوب الایة وغیرہا بے شک جو کافر ہوئے ہیں ایمان کے بعد پھر ان کا کفر زیادہ ہوا تو ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی۔ اگر کوئی سوال کرے کہ اللہ تعالیٰ کے یہ اقوال مثلا اللہ تعالیٰ کے لئے توبہ کرو یا اللہ وہی ذات ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول کرنے والا ہے وغیرہ آیات مبارک ہیں۔ یہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ سب کرنے والے کی توبہ قبول ہے ۔ تو ہم ان سوالات کے جوابات اس طرح دیتے ہیں کہ سب سے پہلے کہ سب کرنے والے کی توبہ کے چار اجزاء ہیں۔ ا: جو پہلے اس سے ہو چکا ہو اس پر شرمندہ ہو

٢: فی الحال اس معصیت یعنی گناہ کے بیخ کندی کرے۔

٣: اور یہ ارادہ کرے کہ آئندہ پھر اس پر دوبارہ مرتکب نہ ہو۔

٤: اور جو صاحب حق ہو ان کا حق تسلیم کرے۔ شامی مین باب الکراہت

اور خازن ومدارک، صارم المسلول ۲۹۲ میں یہ باتیں ذکر ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ چوتھے جزء توبہ مذکورہ میں سے وہ کسی بات کا مستحق نہیں ہے۔ سب کرنے والے کی توبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق کو نہیں بخشا جیسا کہ تفاسیر میں یہ بات ذکر ہے۔ اور جیسا کہ جلالین اور بیضاوی اور خازن ومدارک میں ہیں۔ امت کے لئے جائز نہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کو معاف کردے جیسا کہ صارم المسلول میں اس کے جوابات درج ہیں وہ یہاں نقل کیا جائے گا۔ ان سولات کے جوابات کا حاصل یہ ہے کہ سب کرنے والے کی توبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد یہ شرعی توبہ میں شامل نہیں اس لئے کہ اس میں چوتھا جزء نہیں ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ان آیات مذکورہ میں وہ اپنے حال پر باقی نہیں بلکہ یہ بعض کے لئے مخصوص ہوئی ہے اس قول پر ان لوگوں کے لئے توبہ قبول نہیں جو برے اعمال کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ کو موت آجائے اور کہتے ہیں کہ میں نے اب توبہ کی اور توبہ قبول نہیں ان لوگوں کے لئے کہ مرجائے اور وہ حالت کفر پر ہونگے ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔ (سورہ انساء) پھر سب کرنے والا خاص ہے اس طرح ان آیات

سے جو پہلے آیات میں ذکر کر چکے ہیں اور احادیث بنویہ اور اجماع امت کے متعلق ہم وضاحت کرتے ہیں ۔ احادیث نبویہ اس کے متعلق بہت زیادہ ہیں ان میں سے بعض ہم ذکر کرینگے ۱: جب واقعہ افک میں خطبہ دیا گیا اور عبداللہ بن ابی بن سلول نے عذر پیش کی تو آپ نے فرمایا کہ وہ شخص مجھے کیا عذر پیش کرے گا جو میرے اہل کے متعلق مجھے تکلیف پہنچاتی ہے۔تو سعد بن معاذ نے کہا سیدالاوس سے تعلق رکھتا ہے۔ میں اس کے لئے آپ سے عذر کرتا ہوں اگر یہ اوس کے قبیلہ سے ہوتا تو میں اس کا گردن مارتا اور اگر یہ ہمارے بھایوں خزرج قبیلہ سے ہوتا اور آپ ہمیں حکم دیتے تو ہم آپ کا حکم پورا کرتے ۔ (اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کہا ہے) استدلال کی توجیہ یہ ہے کہ سعد بن معاذ کا قول اس بات پر صریح ہے کہ ان کے نزدیک یہ معلوم ہو چکا تھا کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچائے اس کا قتل ضروری ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اقرار کیا اور اس پر انکار نہیں فرمایا اور یہ بھی نہ فرمایا کہ اس کا قتل جائز نہیں ۔(رسائل شامی ج ۱ ص ۳۱۷) ۲: بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بلایا کہ ابن الاشرف کو قتل کردیں کیونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچاتا تھا اور اس طرح وہ حکم فرماتا اس شخص پر جو اس کی توہین کرتا

یا اس کا ہجوہ کرتا سوا ان لوگوں کے جو آپ نے درگزر فرمایا ہے۔ (الصارم المسلول ص ۲۸۲) حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ جب ابن ابی سرح اسلام کی طرف واپس ہوا فتح مکہ سے پہلے اس وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم الی طرف تشریف لے گئے ۔ اور وہ آپ کے سامنے آیا تو اس نے حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو کہا کہ حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہونے سے پہلے سفارش ہو جائے اس لئے کہ میرا جرم بہت بڑا ہے اور اب میں توبہ کر کے حاضر ہوا ہوں۔ اور اس کا توبہ اسلام سے مرتد ہونے کے بعد ہے۔ پھر دوبارہ فتح مکہ کے بعد حضور انور ﷺ کے پاس آئے تو حضور ﷺ چاہتے تھے کہ مسلمانوں میں سے ک اس مرتد کو مار ڈالے اور اس نے انتظار کیا اس کا خیال تھا کہ کوئی ہم سے اس کو قتل کرے۔ اب یہ بات واضح ہوا کہ اس کا قتل جائز تھا اسلام کے بعد (الصارم المسلول ص ۳۳۶)

۴: بے شک حضور ﷺ نے حکم فرمایا تھا کہ جو اس پر جھوٹ بولے بغیر استتابت کے یعنی اس کی توبہ قبول نہ کیا جائے اور ہم نے یہ بھی ذکر کیا کہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ سب کرنے والے کو قتل کیا جائے ہمارے لئے اس سلسلہ میں برابر ہے کہ ہم حدیث کو ظاہر پر محمول کریں یا اس پر حمل کریں کہ جس نے آپ پر جھوٹ بولا (الصارم المسلول ص ۳۳۶)

۵: حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نبی کی توہین کی اس کو قتل کرو۔ اس کو ابو محمد الخلال نے اور ابو القاسم ارجی اور ابوذر الہروی وعبد العزیز بن الحسن نے نقل کیا ہے۔ اگر یہ حدیث محفوظ ہو تو اس بات کی دلیل ہے کہ جس کسی نے نبی ﷺ کی توہین کی اس کا قتل واجب ہے۔ اور ظاہر تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اس کو قتل کیا جائے کیونکہ یہ قتل اس کے لئے حد ہے (الصارم المسلول ص ۹۲ ورسایل شامی ج ۱ ص ۳۱۷) اور ایسا ہی شعبی کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے اس شخص پر قتل کا حکم ارشاد فرمایا تھا جس نے مال غنیمت میں غزا کے مال کی تقسیم میں طعن کیا تھا تو اس شخص کی توبہ قبول نہیں کی۔ (الصارم المسلول ص ۳۳۶) حضرت ابی برزہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سامنے توہین کی میں نے کہا کہ میں اس کو قتل کروں تو انھوں نے مجھے قتل کرنے سے روکا اور اس نے کہا کہ یہ حکم حضور ﷺ کے وصال کے بعد نہیں۔ اس روایت کو نسائی اور ابو داود نے صحیح اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اس قول تک، یہ اس پر دال ہے کہ نبی کی توہین کرنے والے کو قتل کیا جائے گا اس قول کے قایلین پوری جماعت ہے ان میں سے ابو داود، واسماعیل بن اسحاق قاضی اور ابو بکر عبد العزیز اور قاضی ابی لیلیٰ وغیرہ علماء اس پر قایل ہیں کہ بے شک حضور

ﷺ کی توہین کرنے والے کو مارے اور بعض نے سخت بھی کہا ہے تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ اس کو قتل کیا جائے تا کہ لوگوں کو اس کے سبب کا پتہ لگے اور اس کا خون جائز ہے ۔ اور لوگوں کے لئے بھی اس کا اقتداء کرنا ضروری ہے۔

۴: حضرت ابوبکر صدیق سے مروی حدیث شریف میں بھی ذکر ہے کہ جب ابوبرزہ نے اس سے اجازت طلب کی کہ اس شخص کو مارے جس نے توہین کی اور توبہ بھی نہ کی ہو تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ یہ حکم حضور ﷺ کے وصال کے بعد نہیں ہے۔ توہین کرنے والے کے لئے قتل ہے۔

(الصارم المسلول ص ۳۳۶)

توہین کے متعلق صحابہ کرامؓ کے اقوال

اس باب میں توہین کرنے والے کو قتل کرنے میں یہ نصوص واقع ہیں کہ انھوں نے اس شخص کے قتل کرنے کے لئے یہ معین کئے تھے مثلاً قول عمرو بن عباس وابی بکر الصدیق و ابن عمر رضی اللہ عنھم (ا ۔ ۲۸۲) حضور ﷺ نے قتل کا حکم فرمایا تھا ان عورتوں پر جو اپنی زبانوں میں برا بھلا کہتیں تھیں اور قتل کرنے میں کس سے توبہ قبول نہیں کیا گیا ۔ حالانکہ حربی کافرہ عورت کا قتل

بیعت کے لئے لوگوں کو بلایا تو حضرت عثمان آئے یہاں تک کہ حضور ﷺ
کے ہاں کھڑے ہوئے تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ عبداللہ سے بھی بیعت
لے آپ نے اپنے سر مبارک کو اٹھایا اور اس کی طرف ناراضگی سے دیکھا تمام
کے لئے اس طرح انکار کیا پھر انکار پھر ان تینوں کے بعد اس سے بیعت لے
لی پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم میں کوئی ہدایت والا شخص
نہیں کہ اس کی طرف اٹھے جب اس نے مجھے دیکھا تو میں نے بیعت موقوف
کی کہ اس کو قتل کر ڈالے انھوں نے عرض کیا کہ ہم نہیں جانتے یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیک وسلم) تمھارے دل میں کیا ہے مگر یہ کہ آپ نے ہماری طرف
اشارہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں کسی نبی کے لئے کہ کسی چیز میں وہ
خیانت کرے۔ الحدیث اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔
اسماعیل السدی اور سباط بن نصران دونوں کو مسلم نے نقل کیا ہے ان دونوں میں
کلام ہے۔ لیکن تمام اہل تواریخ کے نزدیک یہ حدیث بہت مشہور ہے۔
ابی سرح حضور ﷺ کے وحی لکھتے تھے پھر مرتد ہو کر مشرک ہوا تو اس نے کہا
کہ میں نے محمد ﷺ کو اس طرح ٹھرایا جہاں میں چاہتا تھا کہ وہ میرا یہ قول
تھا عزیز حکیم ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں یہ تمام حق تھا۔ تو فتح مکہ کے بعد اسکے قتل پر
حکم ارشاد فرمایا اور ایک جماعت نے قتل کیا ان میں سے وہ بھی تھا کہ وہ پہلے

مسلمان تھا پھر مرتد ہوا جیسا کہ ابی سرح۔ مرتد ہونے کے بعد وہ مل گیا جو اس نے حضور ﷺ کے حق میں کہا تھا اس وجہ سے حضور ﷺ نے اس کا خون بہا یا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی آیا اور اس نے بیعت کی تو یہ بلا شک دلیل ہوا کہ توہین کرنے والے کا قتل ضروری ہے اور یہ کی دلیل ہے اس کا کفر بہت سخت ہے (رسائل شامی ج ۱ ۳۱۷) اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حدیث میں توبہ قبول کرنا نہیں ہے مسلمان کے حق میں اور جن کا حق ہے اس کے لئے معاف کرنا جائز ہے نہ کہ دوسرے کے لئے۔

اجماع امت

اجماع امت کے متعلق مندرجہ ذیل عبارات میں ذکر ہیں۔

۱: ابن مندر نے فرمایا کہ تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ کے توہین کرنے والے کے لئے یہ حد ہے کہ اس کو قتل کیا جائے۔ (رسایل شامی ۴۳۱۶ الصارم ۴)

۲: قاضی عیاض نے فرمایا کہ اُمت کا اس پر اجماع ہے جو آپ کی تنقیص کرے یا توہین کرے اُس کو قتل کیا جائے۔ (رسایل شامی ج ا ص ۳۱۶ و الصارم ص ۵) ۳: ابو بکر فارسی جو اصاحب شافعی میں سے ہے اس سے یہ

قول نقل ہے کہ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جو کوئی نبی ﷺ کی توہین کرے اس کا حد یہ ہے کہ اُس کو قتل کیا جائے۔ (رسایل شامی ج ا ص ۳۱۶ والصارم المسلول ص ۴) ۴: محمد بن سحنون نے فرمایا کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ کو گالیاں دینے والا یا اس کی تنقیص کرنے والا کافر ہے اور وعید اس پر جاری ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق ہے اور جو کوئی اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (رسایل شامی ج ا ص ۳۱۶ والصارم المسلول ص ۵)۔۵: خطابی نے فرمایا کہ میں یہ بات کو نہیں جانتا کہ مسلمانوں میں سے کو اس میں اختلاف کرتا ہے کہ توہین کرنے والے کو قتل نہ کیا جائے خواہ وہ مسلمان کیوں نہ ہو۔ (رسائل شامی ج ا والصارم المسلول ص ۵) ۶: اسحاق بن راہویہ نے فرمایا اور وہ بڑے آئمہ میں بھی شامل ہے۔ کہ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی توہین کرتا ہے یا حضور ﷺ کی توہین کرے یا اللہ تعالیٰ کے نازل شدہ احکامات میں کچھ کو تسلیم نہ کرے یا کسی نبی کو شہید کرے تو کافر ہے اگرچہ اس کا ایمان قرآن پر کیوں نہ ہو۔ (رسائل شامی ص ۳۱۶ والصارم المسلول)

۷: ہمارے ان نقول سے یہ ثابت ہوا کہ توہین کرنے والے کے قتل پر اجماع ہے (رسائل شامی ج ا ص ۳۱۶) اجماع میں بہت سے فوائد ہیں۔ ان میں

پہلا فائدہ یہ ہے کہ اس پر امت کا اجماع ہے ۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ قتل کی علت توہین ہے نہ کہ مرتد ہونا اور اس کا اضافت توہین کی طرف ہے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اور تابعین امت میں داخل ہیں۔

دوسرا مقصد

توہین کرنے والے کی توبہ کے متعلق

قسم اول: وہ تین اقوال جو توہین کرنے والے کے متعلق ہیں اور اس میں راجح قول ہے اس کا بیان ا: جان لو کہ توہین کرنے والے کے متعلق احناف نے ہمارے لئے تحریر کیا ہے اس میں تین اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ کہ توہین کرتے کی توبہ قبول کیا جائے اور اس کے لئے قتل ہے لیکن اگر وہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائی گی یہ روایت ابو ولید کا ہے اس نے امام مالک سے یہ نقل کیا ہے۔ اور یہ ابی حذیفہ اور اس کے ہم خیال سے نقل ہے اور اس پر مذاہب ثلاثہ نے تصریح کی ہے۔ جیسا کہ قاضی عیاض نے شفاء میں نقل کیا ہے اور طبری اور ابن تیمیہ اور تقی الدین السبکی نے اور امام یوسف نے کتاب الخراج اور کتاب الخف وشرح طحاوی ان تمام نے نقل کئے ہیں۔ (تنبیہ الولاۃ والحکام ج ا ص ۳۴۲) صاحب چلپی نے فرمایا ہے کہ تین دن تک اس کی توبہ قبول کی جائی گی اور ہر دن اس کو توبہ کے متعلق کہا جائے گا۔ اگر

اس نے ان تین دن میں توبہ کی تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو قتل کیا جائے گا۔(باب الجزیۃ ج ۱، زاد اللبیب کلمات الکفر ص ۱۳۷) تیسرا قول یہ ہے کہ اس کی توبہ کو قبول کیا جائے یہ تب ہوگا کہ حاکم کو یہ رپوٹ نہ دیا ہو ۔ اور نہ اس کے بعد ، اس کو محقق ابوالسعو د آفندی العماری نے ذکر کیا ہے۔اور شیخ علاء الدین نے درمختار میں اس کو قبول کیا ہے اوران دوقولوں میں فرق ہے۔(تنبیہ الولاۃ والحکام ج ۱ ص ۳۴۳) صاحب چلپی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ کے نزدیک اس کی توبہ فائدہ دے گی لیکن اس سے قتل موقوف نہ ہوگا (باب الجزیۃ ج ا وزاد اللبیب کلمات الکفر ۱۳۷) اس اختلاف کی وجہ سے ضروری ہے کہ ترجیح والے قول پر عمل کیا جائے تو میں کہتا ہوں کہ یہ دوسرا قول راجح ہے ۔ اس کے چند وجوہات ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ توہین کرنے والے کی توبہ قبول نہیں اور یہ قول مفتی بہ اور مختار ہے غنیۃ میں فرمایا گیا ہے ذوی الاحکام اور مختار قول فتویٰ میں یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔(سیف الجھلی ص ۴) نورایدیٰ میں فرمایا گیا ہے کہ جس نے نبی کی توہین کی اس قول تک کہ وہ کافر ہوا اور یہ قتل کا مستحق ہے اس پر فتویٰ ہے۔حسب المفتین ۔ (سیف الجھلی ص ۷) امام شعرانیؒ نے فرمایا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کی توبہ قبول نہیں۔ (سیف الجھلی ص ۲۰) رسم المفتی درمختار میں ہے کہ جب کسی روایت میں لفظ بہ یفتی یا وعلیہ الفتویٰ ہو تو اس کے مخالف قول پر عمل نہیں کیا جاتا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ توہین کرنے والے کی توبہ قبول نہیں یہ مذہب ابوبکر صدیقؓ و امام اعظمؒ اور امام ثوریؒ و اہل کوفہ کا ہے۔ ایسا ہی الدرالحکام میں اور (سیف الحقی ص ۴) میں ہے۔ فتح القدیر میں ہے وہ کہتے ہیں کہ توہین کرنے والے کا قتل واجب ہے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے یہ مذہب اہل کوفہ و مالکؒ کا ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بھی نقل ہے۔ (سیف الحقی ص ۳) حامدیہ میں ہے اگر توہین کرنے والے نے توبہ کی تو اس میں اختلاف ہے لیکن مشہور مذہب یہ ہے کہ اس کو حد کی وجہ سے قتل کیا جائے۔ (سیف الحقی ص ۹) فتاوی خیریہ میں ہے اگر کسی نے نشہ کے حالت میں حضور ﷺ کی توہین کی تو اس کو معاف نہیں کیا جائے اور حد کی وجہ سے اس کو قتل کیا جائے اور یہ مذہب ابوبکر صدیقؓ اور امام اعظمؒ کا ہے۔ (سیف الحقی ص ۱۰) تیسری وجہ یہ ہے کہ توہین کرنے والے کی توبہ قبول کی جائے یہ ظاہر الروایۃ ہے ذخیرۃ العقبیٰ میں فرمایا ہے کہ مبسوط میں عثمان بن کنان سے روایت ہے۔ کہ جس نے نبی ﷺ کی توہین کی اس کو قتل کیا جائے اور اس کی توبہ نہ لیا جائے اور بادشاہ وقت کو چاہیے کہ اس کو پھانسی دے یا قتل کردے (سیف الحقی ص ۴) مبسوط میں یہی مذکور بالا عبارت ہے۔ فتاوی نور الھدیٰ میں ہے اور امام محمد کی کتاب میں ہے اس نے فرمایا کہ جس نے حضور ﷺ کی توہین کی یا کسی اور نبی کی توہین کی خواہ وہ توہین کرنے والا مسلمان ہو یا

کافر اس کو قتل کیا جائے اور توبہ نہ لی جائے دونوں اس کے نگاہ میں ایک ہے۔
(سیف الحقی ص۹) میں کہتا ہوں کہ مبسوط کے الفاظ جو ذخیرۃ العقبیٰ میں ہے یہ
تفسیر ہے لفظ کتاب محمد کا جو نور راہدیٰ میں ذکر ہے اور تفسیر ہے لفظ مبسوط کا جو ذخیرۃ
العقبیٰ میں ہے وہ مبسوط میں ہے اور جب ان پر اس کا اطلاق کیا جائے تو اس
سے مراد مبسوط امام محمد ہوگا۔ اور اس سے مراد امام سرخسی شیخ الاسلام کی کتاب
مبسوط مراد نہیں ہے تو ظاہر الروایۃ سے ثابت ہوا کہ اس کی توبہ نہ لی جائے۔
چوتھی وجہ یہ ہے کہ توہین کرنے والے کی توبہ قبول نہ کی جائے تو یہ عربی میں لفظ
عند سے تعبیر کیا جاتا ہے جو مذہب کے عرف میں وضع ہے۔ فتح القدیر میں ہے
پھر اس کو حد کی وجہ سے قتل کیا جائے اور توبہ کی وجہ سے قتل کو ساقط نہ کیا جائے۔
(سیف الحقی ص۳) شمس الهدایۃ میں ہے۔ ہمارے ہاں یہ مشہور ہے کہ توبہ
سے اس کی سزا ساقط نہیں ہوتی حدود کی طرح (سیف الحقی ص۱۰) کشف الغمہ
میں کہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب اور سفیان ثوریؒ اور اوزاعیؒ کے نزدیک
فتویٰ اس پر ہے کہ اس سے توبہ نہ لی جائے (سیف الحقی ص۷) امام شعرانی
نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک توبہ نہ لی جائے۔ (سیف الحقی ص۲۰)
پانچویں وجہ یہ ہے کہ توہین کرنے والے کی توبہ نہ لی جائے یہ قول مشہور ہے
شمس الهدایہ میں ہے کہ یہ قول ہمارے نزدیک مشہور ہے۔ جیسا کہ یہ ذکر ہوا

وجہ رابع یہ ہے۔ حامدیہ میں ہے کہ مشہور مذہب مندرجہ بالا قول ہے۔ جیسا کہ دوسری وجہ میں نقل ہوا۔ فتاویٰ خیریہ میں ہے یہ مسئلہ مشہور کتب میں ذکر ہے اور غنیۃ میں بسط کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ چھٹی وجہ یہ ہے۔ کہ عدم قبول توبہ اس کو اہل اجتھاد والوں نے نقل کیا ہے جیسا کہ امام محمد نے مبسوط شریف میں اور امام منصور ماتریدی نے نقل کیا ہے ایسا ہی تذکرۃ الابرار والاشرار میں ذکر کیا ہے۔ اور صاحب محیط نے جیسا کہ خلاصۃ الفتاویٰ میں نقل ہے اور فتاویٰ مالا بدمنہ میں ہے کہ صاحب خلاصۃ الفتاویٰ اور امام ابن ہمام و محیط و فتاویٰ مالا بدمنہ اور کتاب ابی منصور ماتریدی وتذکرۃ الابرار والاشرار وغیرہ میں نقل ہے۔ آٹھویں وجہ یہ یہ ہے کہ عدم قبول توبہ توہین کرنے والے کا متاخرین مجتہدین کا اجماع ہے جیسا کہ محیط اور خلاصۃ و فتاویٰ مالا بدمنہ و ماتریدی وتذکرۃ الابرار میں نقل ہے۔ تذکرۃ الابرار ولاشرار میں ہے کہ جس نے نبی ﷺ کی شان میں توہین کی یا عیب جوئی کی یا اہانت کی دینی امر میں یا آپ کی ذات میں یا آپ کی ذات کے اوصاف میں سے ایک وصف کے خواہ یہ بدگوئی کہنے والا حضور کی امت سے ہو یا اہل کتاب میں سے خواہ وہ ذمی ہو یا حربی اور عیب جوئی کرنے والے نے قصداً یا سہواً کی ہو یا غفلت کی وجہ کوشش یا مسخرہ کے طور پر تو وہ کافر ہوا اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا اگر اس نے توبہ کی ہو تو اس سے توبہ قبول نہ کی جائے۔

اور شریعت مطہرہ میں متاخرین کے نزدیک اس پر اجماع ہے اور اکثر متقدمین
کا کہ اس شخص کو قتل کیا جائے۔ بادشاہ یا اس کا نائب کے لئے یا قاضی یا اس کے
نائب کے لئے یہ حکم ہے کہ اس شخص کو قتل کرے اور ملک کے والی اور تمام افسران
کے لئے یہ حکم ضروری ہے اور اس کے قتل کرنے میں غفلت نہ کرے بغیر شرعی عذر
کے اگر غفلت کیا تو یہی تمام لوگ توہین میں شامل ہیں اور یہ کفر ہے ۔ اور کفر پر
راضی ہونا بھی کفر ہے ایسا ہی حکم خلفاء ے راشدین کی توہین کرنے والوں
کے لئے بھی ہیں خصوصا شیخین رضی اللہ عنہما وغیرہ کی۔ فیروزیہ میں ہے کہ جس
نے حضور ﷺ کی توہین کی یا اہانت کی یا عیب جوئی کی دینی امر میں یا آپ
کی شخصیت پر یا آپ کے اصاف میں سے کسی وصف کے خواہ وہ بدگوئی کرنے
والا حضور ﷺ کی امت کی ہو یا اہل کتاب والوں میں سے ہو خواہ وہ ذمی ہو
یا حربی اور توہین یا عیب جوئی اس سے قصدا یا سھوا یا غفلت سے یا خود بخود یا
مسخرہ سے ہو تو وہ ہمیشہ کے لئے کافر ہوا۔ اگر اس نے توبہ کی تو ہمیشہ کے لئے
اس کا توبہ قبول نہ کیا جائے اور متاخرین کے نزدیک اجماع شریعت مطہر میں اور
اکثر متقدمیں کا حکم یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے اور بادشاہ وقت یا اس کا نائب
اس کے قتل میں سستی نہ کرے اگر اس کے قتل میں خدام دینی مصلحت کی وجہ سے
جیسا کہ قضات وولات اور عمال ہوئے اگر اس کے قتل میں غفلت کرے تو

معلوم ہوا کہ وہ اس کے عیب جوئی اور توہین پر راضی ہیں تو یہ بھی کفر ہے اور کفر پر رضا بھی کفر ہے تو یہ تمام لوگ کافروں میں شامل ہوئے ایسا ہی گالی گلوچ خلفاء راشدین خصوصاً شیخین کے حق میں کفر ہے یہ بحرالمحیط میں نقل کیا ہے اور جس نے چار خلفاء کو گالی گلوچ کسی سے سن لیا تو سننے والے پر گالی گلوچ کہنے والے کو قتل کیا جائے ۔ ایسا ہی فتاوی سمرقندی میں نقل ہوا ہے۔ اور رافضی شیخین کو گالی گلوچ کی وجہ سے کافر ہوتا ہے اور علی کرم اللہ وجہہ کو فضیلت کی وجہ سے کافر ہیں لیکن مبتدع ہے یہ فتاویٰ غیاشیہ میں بھی نقل ہے۔ اور جس نے بڑے بزرگ علماء یا بڑے سادات کے بزرگوں کو گی لی گلوچ دیں تو یہ بات حضور ﷺ کی طرف لوٹتی ہے تو اس کا قتل واجب ہے اور اس کا توبہ قبول نہ کیا جائے کیونکہ بڑے بزرگ علما اور بزرگ سادات کا رجوع حضور ﷺ کی طرف ہے یہ خزانۃ المفتین سے نقل کیا گیا ہے۔ چلپی میں بھی یہ نقل کیا گیا ہے۔ جان لو کہ جو صادر ہو جائے اس سے جو اہانت پر دلالت کرتا ہو قصدا و اردۃ عام مسلمانوں سے تو اس شخص کا قتل واجب ہے۔ اور اس میں کسی کا خلاف نہیں اس زمانے میں۔ خزانۃ العلماء میں بھی درج ہے اور نووی شرح مسلم میں اور فتح العمیق نامی کتاب میں صرف اختلاف علماء کا اس بات میں ہے کہ یہ قتل اس اہانت کی وجہ سے ہے تو بعض نے کہا ہے کہ یہ کفر ہے اس وجہ سے کہ یہ توبہ کے بعد بھی کافر ہے کیونکہ

اس کا کفر ہمیشہ کے لئے ہے یہ حضور ﷺ کی تعظیم اور جلال اور اونچی شان کی
وجہ سے ہے اور قتل کے بعد اس پر اہل اسلام کے احکام جاری نہیں ہوتے جو غسل
اور نماز ہے اور مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کرنا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس
کا قتل حد کی وجہ سے ہے اور اس کے لئے توبہ کرنا نہیں ہے تو مطلب یہ ہوا کہ قتل
سے اس کی خلاصی نہیں ہے اور نہ توبہ سے۔ ایسا ہی چلپی میں ذکر ہے۔ مطلب
یہ ہے کہ اس کا تعلق بندے کے حق کے ساتھ ہے اور وہ حضور ﷺ ہیں۔ اور
آپ کی شان کی تعظیم اور علو شان کی وجہ سے اس کا حق یہ ہے کہ اس کو قتل کیا
جائے۔ اور بندے کا حق توبہ سے ساقط نہیں ہوتا جیسا کہ یہ تمام حقوق العباد میں
داخل ہے نہ اس معنیٰ پر کہ ان کا ایمان مقبول نہیں توبہ کے بعد جیسا کہ بعض لوگ
سوچتے ہیں تو ان کی عقل کی ان کی مدد نہیں کرتیں۔ نہ عقلا اور نہ نقلا میں یعنی وہ
توبہ کے بعد مومن ہیں اللہ کے نزدیک لیکن ان سے قتل ساقط نہیں ہوگا اور قتل
کے بعد ان پر اہل اسلام کے احکامات جاری ہو۔ شرح الاصول میں ہے کہ فتویٰ
پہلے قول پر ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور نہ اس پر نماز پڑھی جائے اور نہ
مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کیا جائے اور بعض نے کہا ہے کہ اس کو کافروں کے
مقبرہ میں دفن کرو اور اگر کافروں کا مقبرہ نہ ہو اہل اسلام کے شہروں میں تو
اس کو ایسی جگہ دفن کیا جائے جس میں کوئی قبر نہ ہو اور یہ حضور ﷺ کی شان اور

تعظیم کی وجہ سے ہے تو اس کو سمجھو اور اسی بات کو یاد کرو اور اس کو غنیمت جانو الاشباہ والنظائر میں ہے کہ ہر کافر اگر توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے۔ دنیا میں اور آخرت میں بھی سوا کافروں کی جماعت جو حضور ﷺ کی توہین کرے یا دوسرے انبیاء میں سے کسی نبی کے اور شیخین کو گالی گلوچ کہنے والا بھی یا کسی ایک کا یا سحر کی وجہ سے اگرچہ عورت ہو اور زندقیت کا مرتکب ہو۔ تنویر الابصار میں ہے کہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہوا تو اس کی توبہ قبول ہے مگر اگر کوئی جماعت بار بار مرتد ہو جائے۔ یا حضور ﷺ کی یا نبیوں میں کسی نبی کی توہین کرے تو اس کو قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ اس طرح شیخین کی توہین کرنے والوں کے لئے یہی حکم ہے یا کسی ایک کی توہین کریں یا سحر کا مرتکب ہو اور یا عورت زندقہ ہو جائے جب کہ ساحر سحر کا مرتکب ہو یا زندیق اگر اس کو توبہ سے قبل پکڑے اور اس نے توبہ کی تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائی گی بلکہ اس کو قتل کیا جائے اور اگر توبہ کے بعد پکڑا گیا تو اس کی توبہ قبول کی جائی گی۔ کتاب فج العمیق میں ہے کہ انبیا علیہم السلام کی توہین کرنے کے متعلق دو مذہب ہیں متقدمین میں اور مذہب متاخرین کا اور جو متقدمین کا مذہب ہے تو اس میں ان کا اختلاف کے تین اقوال ہیں۔ ان میں سے پہلا قول یہ ہے ۔ کہ اس کی مطلق توبہ مقبول ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا نہ تو اگر توبہ کرے یا رجوع کرے تو اس کو قتل نہیں کرنا چاہیے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مطلق

انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کی توہین کی تو اس کو قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اگر وہ مسلمان ہو تو اس کی توبہ قبول نہیں اور یہ جمہور سلف کا قول ہے جیسا کہ شفاء اور الدرر اور مواہب وغیرہ میں نقل ہے اور یہ مشہور اور ظاہر ہے اگر چہ وہ ذمی ہو تو امام شافعی کا قول ہے اور جو اس کی تابعداری کرنے والے ہیں اس کا خون حلال ہے اگر اس پر جبر کیا جائے اور اس نے توبہ نہ کی تو اس کو قتل کرنا واجب ہے ۔ امام ابوحنیفہؒ و امام ثوریؒ اور ان کے ماننے والوں کا یہ خیال ہے اس سب سے اس کو قتل نہ کرے بلکہ تعزیر اور سزا کے طور پر قتل کرے ۔ اور تمام متاخرین یہ کہتے ہیں کہ توہین کرنے والے کو قتل کرے اس میں کافر اور مسلمان کا فرق نہیں ہے اور اس سے توبہ قبول نہ کرے یہ سزا اس کو حضور علیہ السلام کی شان کی وجہ سے ہے ایسا ہی کتاب حسب المتیقن میں ہے ۔ اور علم الاصول میں یہ بات مقرر ہے کہ متاخرین کی اجماع متقدمین کا خلاف ختم کرتا ہے ۔ اور یہی بات مختار اور صحیح ہے امام اعظم کے قول میں بھی اور آپ کے اصحاب کے بھی تو اس فرمان میں کوئی خلاف نہیں اس بات میں کہ توہین کرنے والے کے قتل میں اور اس سے توبہ کو قبول نہ کرے۔ یہ تمام تفصیل میں نے مقالید الاسلام میں نقل کیا ہے۔

اور جس نے شیخین کو برا بھلا کہا یا ان کے حق میں طعن کیا اس کا قتل بھی واجب

ہے اور اس سے بھی عذر تو بہ قبول نہیں اور اس بات کو صدر الشہید نے بھی نقل کیا ہے اور اس پر ابو اللیث سمرقندی اور ابو النصر الدبوسی نے عمل کیا ہے اور یہ فتوی میں مختار قول ہے فتح العمیق کا کلام ختم ہوا۔ خزانۃ العلماء میں نوازل سے اور امام نخشی نے بھی نقل کیا ہے کہ ہمارا استاد شیخ الاسلام والمسلمین ابو المعالم شمس الدین الدرانی اس بات میں کوشش کرتا کہ جو شیخین کے حق میں توہین کرے اس کو قتل کرنا چاہیے یا کسی نے ان کے حق میں ادب کو ملحوظ نہ رکھا جیسے کہ شیعہ لوگ کرتے ہیں جو دینی احکام کو نہیں سمجھتے اور فرمایا کہ اسی طرح حکم ہے کہ باقی دو خلفاء کے حق میں کوئی بکے یہاں تک فتویٰ دیا گیا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ حضرت عثمان بے حمیت تھا یا حضرت علیؓ ہزال و بے باک تھا امام رشید الدین حافظ دہلوی نے فرمایا اس وقت جب کہ لوگوں نے اس سے سوال کیا تو اس نے جواب میں فرمایا کہ شیخین کے توہین کرنے والے کافر ہیں اور ختنین کو برا بھلا کہنا فسق ہے یہ مجتہد کے حق میں ہے تو جو مجتہد نہ ہو تو ان چار ائمہ خلفاء کے کسی کو برا اور بھلا کہنا کفر ہے۔ اور اس پر ہمارے علماء کی رائے ہیں۔ اور فرمایا کہ مجھے یہ بات واقع ہوئی کہ ان دونوں کے توہین فسق ہے اس میں لمبی بحث ہوئی اور مجھے بہت سے فتاویٰ میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ اس کے مقابلہ میں بہت سے زیادہ روایات موجود ہیں۔ اس کے بعد میں نے اس کو کہا کہ اے عقل مند تم نہیں جانتے کہ بیوی کو گالی شوہر کے گالی کے مترادف

ہے اور بیٹے اور بیٹی کو گالی والد کے گالی کے برابر ہے تو ان دونو کو گالی دنیا یہ حضور ﷺ کو گالی دینے کے مترادف ہے۔ تو اس نے کچھ نہ کہا بلکہ میں نے اس کو جواب میں کہا کہ جان لو تو وہ چپ ہوا اور اس کا رنگ تبدیل ہوا۔ اس کے جانب میں جو لوگ موجود تھے وہ کھڑے ہو گئے اور مجھ پر اعتراض کیا اور مجھے کہا کہ کیا تم نے افک کو نہیں سنا ہے حضرت عائشۃ رضی اللہ عنہا پر جنہوں نے اس میں حصہ لیا تھا کافروں کے ساتھ غزا میں تو حضور ﷺ نے افک کرنے والو کی تعزیر کی لیکن ان کے قتل کے نے کا حکم نہ دیا تو پھر بیوی کو برا بھلا شوہر کے برا بھلا کے برابر کس طرح ہے۔ اگر بات اس طرح ہوتی تو ان پر کفر کا حکم لازم ہوتا۔ اور ان کو قتل کیا جاتا ۔ جس طرح کہ حکم حضور ﷺ کی توہین پر ہے تو میں نے جواب مین کہا کہ اے کم عقل تم اپنا زمانہ حضور ﷺ کے زمانہ پر قیاس نہ کرو کیونکہ اس وقت تابعدار مسلمانوں کی قلت تھی تو ان کے قتل کرنے پر وہ راضی نہ تھے اور ہمارے زمانہ میں یہ روایت ہے کہ جو کوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین کرے وہ کافر ہے اس کے قتل پر حکم کیا جائے گا کیونکہ بیوی کو گالی دینا شوہر کو گالی دینے کر برابر ہے ۔ ایسا ہی مفاتیح الہدایہ میں نقل ہے یہ کلام خزانۃ العلماء میں درج ہے اس سے جاننا چاہیے کہ جو روایات نقل ہیں کہ شیخین ؓ کی توہین کرنے والوں کو قتل نہ کیا جائے یا ختنین ؓ کو اور ان کی توبہ

بھی مقبول ہے۔ ملا علی قاری اور حموی والرد المحتار وغیرہ میں محمول کیا ہے حضور ﷺ کے زمانہ پر ۔ اور جو روایات ہمارے زمانہ کے لئے ہیں کہ ان پر حکم قتل کیا جائے اور ان کے کے لئے حکم توہین نبی کا ہوگا یعنی اہانت یا گالی گلوچ خلفاء راشدین کو تو ان کے لئے بھی قتل کا حکم ہے اور ان کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے کیونکہ ان کی توہین حضور ﷺ کی توہین کے برابر ہے جس طرح بیٹے کی توہین باپ کی توہین کے برابر ہے اور غلام کی اہانت اس کے آقاء کی اہانت کے برابر ہے۔ اس بات کو سمجھو اور غنیمت جانو پس اللہ تعالیٰ کے لئے حمد ہے جو رب العالمین ہے ۔ اگر کوئی یہ کہے کہ رد المحتار، حموی اور شرح الطحاوی و جامع الرموز و برہنہ و بحر الرائق و چلپی وغیرہ میں ہے کہ حضور ﷺ کی توہین کرنے والے کا حکم مرتد کی طرح ہے۔ یعنی اس کی توبہ قبول بھی کی جائے اور اگر اس نے توبہ نہ کی تو پھر اس کو قتل کیا جائے ۔ یہ مذہب شافعی کا ہے اور جو کہتے ہیں کہ اس کی توبہ قبول نہیں صرف اس کو قتل کیا جائے گا یہ مذہب مالک کا ہے واحمد بن حنبل کا بھی ہے۔ تو یہ ان معتبرہ کتب کے مذہب کے خلاف ہے جو مذہب ابوحنیفہ اور اس کے ساتھیوں کا ہے تو ہم اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ یہ چار امام سلف سے ہیں اور یہ اختلاف سلف میں تھا جیسا کہ تم نے فج العمیق و تذکرۃ الابرار و فیروزیہ و تحفۃ الصلحاء اور متاخرین سے معلوم ہے کہ ان تمام کا اس پر اجماع ہے کہ

اس کا قتل واجب ہے اور توبہ قبول نہیں جیسا کہ تم نے ان کتب کے بیان سے معلوم کیا اور علم اوصول کا یہ کلیہ بھی تم نے پڑھ لیا ہے کہ متاخرین کا اجماع متقدمین کے خلاف کو ختم کرتا ہے جیسا کہ تم نے فج العمیق کی عبارت سے معلوم کیا ہے۔ تو اس زمانہ میں کسی کا خلاف نہیں کہ اس کو قتل نہ کیا جائے اور یا اس کا توبہ قبول کرے۔ اور یہ تم نے عبارت تحفۃ الصلحاء سے معلوم کی اور خزانۃ العلماء میں بھی ہے۔ اور نووی شرح مسلم میں بھی ایسا ہی نقل ہے۔ ایسا ہی تحفۃ الصلحاء وزادالللبیب میں ہے کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں جیسا کہ تم نے پہلے بیان سے معلوم کیا۔ اگر کوئی کہے کہ ہم یہ نہیں مانتے کہ حکم توہین کرنے والے کا قتل ہے کیونکہ مسلم شریف کے دوسری جلد میں باب وجوب اتباع النبی ﷺ میں ہے کہ ایک ادمی انصار کے منافقین میں سے زہیر کے ساتھ جھگڑا کیا اور وہ حضور ﷺ کے چچا کا بیٹا تھا پانی کے پینے میں تو ان دونوں کا جھگڑا حضور ﷺ کے سامنے ہوا تو حضور ﷺ نے زبیر کو فرمایا کہ تم سیرابی کر دیا زبیر، پھر اپنے پڑوسی کو پانی دو تو انصاری غصہ ہوا اور کہا کہ یارسول اللہ یہ تمھارے پھوپھی کا بیٹا ہے تو حضور انور ﷺ کا چہرہ مبارک غصہ سے متغیر ہوا کہ اس نے حرمات نبوۃ کی توہین کی اور یہ کلام اس ادمی کا قبیح کلام تھا پھر فرمایا کہ زُبیر تم پانی سیرابی حاصل کرو پھر پانی کو بند کر دو یہاں تک کہ پانی ٹخنوں تک ہو جائے علماء نے اندازہ

لگایا ہے کہ پانی زمین میں اس اندازہ تک اوپر ہو جائے اگر اس کا حکم قتل ہوتا
تو حضور ﷺ قتل کو لازم جانتا لیکن آپ نے اس پر قتل کا حکم نہ دیا تو اس سے
یہ سمجھنا چاہیے۔ کہ حکم اس طرح نہیں جس طرح تم کہتے ہو۔ امام نووی نے
فرمایا اس سوال کے جواب کہ علماء نے فرمایا کہ اگر اس جیسا کلام کسی سے آج
صادر ہو جائے جس طرح کہ انصاری سے صادر ہوا تھا تو یہ کفر ہے اور اس
کا قتل واجب ہے اور ب حضور ﷺ نے اس کو اس لئے چھوڑ دیا کہ یہ اسلام
کے ابتداء میں تھا تا کہ لوگوں کے دلوں میں الفت پیدا ہو اور آپ نے منافقین
کی تکالیف پر صبر فرمایا اور آپ فرماتے کہ آسانی پیدا کرو سختی نہ بناؤ خوش رہو اور
نفرت نہ کرو یہ امام نووی کا کلام تھا۔ ابن وہبان شارح منظومہ نے فرمایا کہ قنیہ
میں ہے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ میں اپنے دین کی شفارش قبول نہیں کرونگا اگرچہ
سفارش حضور ﷺ کیوں نہ ہو تو اس بات سے وہ کافر نہیں ہوتا بلکہ اس کو تعزیر
دیا جائے گا اس لئے کہ اس پر شفاعت کے حق کا تر کی واجب نہیں یا غفلت۔ تو
میں کہتا ہوں کہ یہ قول مرجوح ہے کہ شفاعت ہوا اس نے اقرار کیا اور اس تمام میں
حضور ﷺ کی تنقیص ہے اور ہتک بھی ہے اور اہانت یہ کفر ہے اگر کسی کے کلام
میں یہ پایا گیا تو اس کے کافر ہونے میں کوئی خلاف نہیں۔ خلاصۃ الفتاویٰ میں
ہے اگر کسی نے شیخین کو برا بھلا کہا یا ان دونوں پر لعنت بھیجا تو وہ کافر ہوا اور

اگر علی کرم اللہ وجہہ کو فضیلت دیا ان دونوں پر تو کافر نہیں ہوتا بلکہ وہ مبتدع ہے۔ یہ ابن وہبان کا کلام ہے اور امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے مذہب پر ہے ہدایت السالکین میں ہے کہ جس نے حضور ﷺ کو برا بھلا کہا یا اہانت کی یا عیب جوئی کرے دینی امور پر یا آپ کی شخصیت میں یا آپ کی ذاتی اوصاف میں سے کسی وصف کے یہ اہانت کرنے والا خواہ آپ کی امت میں سے ہو یا اہل کتاب سے ہو یا ذمی ہو یا حربی اور یہ اہانت اس سے عمداً صادر ہو یا سہواً غفلت سے یا تمسخر کی وجہ سے تو یہ ہمیشہ کے لئے کافر ہوا اگر اس نے توبہ کی تو اس سے توبہ قبول نہ کیا جائے ہمیشہ کے لئے نہ اللہ کے نزدیک اور نہ لوگوں کے نزدیک اور اس کا حکم متاخرین مجتھدین کے اجماع کا ہے اور متقدمین کے نزدیک صرف قتل ہے بادشاہ یا اس کا نائب اس کے سزا میں تخفیف نہیں کر سکتا اس کے قتل میں (ص ۷۰) سیف المجلی میں ہے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ متون میں کہا گیا ہے کہ مرتد پر اسلام پیش کیا جائے پھر قتل کیا جائے اگرچہ اس نے توبہ کیا ہو میں کہتا ہوں اس سوال کے تین جوابات ہیں۔ ان میں سے پہلا جواب یہ ہے کہ مرتد کے بھی دو اقسام ہیں (۱) مرتد ہوا اہانت کی وجہ سے (۲) اور مرتد ہو بغیر اہانت کے تو پہلی قسم کے مرتد کی توبہ قبول نہیں کیا جاتا صرف اس کا قتل کرنا ہے دوسری قسم یہ ہے کہ توبہ کے بعد اس کو قتل نہ کیا جائے جیسا کہ بار بار نقل کیا گیا

اور بہت سی کتب نے اس پر تصریح کی ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اہانت کرنے والے کو حد کے طور پر قتل کیا جائے اور حدود توبہ سے ساقط نہیں ہوتے کیا تمہیں پتہ نہیں اگر کوئی نصاب کے انداز سے چوری کرے پھر چوری کے بعد توبہ کرے تو توبہ سے ہاتھ کا کاٹنا موقوف نہ ہوگا۔ اگر کسی نے محض زنا کیا اور زنا کار پکڑا گیا اس کے بعد اس نے توبہ کی تو رجم کا حق اس کے توبہ سے ساقط نہیں ہوسکتا۔ اس طرح اس پر درے اور قصاص بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ اہانت بندے کا حق ہے اور بندے کا حق معاف نہیں کیا جاسکتا اور نہ توبہ سے قط ہوسکتا ہے۔ تفسیر مرارک قول اللہ تعالیٰ کے **الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم فتسقط عنھم ھذہ الحدود لا ما ھو حق العباد۔ انتھی**۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی یہ اس وقت ہے جب وہ اس پر قدرت نہ رکھتا ہو تو پھر یہ حدود ساقط ہوتے ہیں نہ کہ جو بندوں کے حقوق ہو وہ معاف نہیں ہوتے ایسا ہی تفسیر جلالین اور تفسیر منیر اور بیضاوی اور کشاف و ابن جریر و خازن ونشاپوری وغیرہ نقل ہیں۔ اگر کسی نے کیا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔ **قل لعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنتوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذ**

نوب جمیعا۔ میرے بندوں سے کہدو کہ وہ جو اسراف کرتے ہیں اپنے آپ پر کہ تم نا امید نہ ہو اللہ کی رحمت سے اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک اور فرمان ہے۔ **انما التوبۃ علی الذین یعملون السوء بجہالۃ یتوبون عن قریب** بے شک توبہ ان لوگوں کا جو بڑتے ہیں جہالت سے پھر قریب گناہ کے توبہ کرتے ہیں۔ کسی نے کہا ہے کہ اس سے مراد غرغرہ ہے اس کے علاوہ اور دوسری آیات ہیں جو اس پر ناطق ہیں اور وہ عمومیت پر دلالت کرتی ہیں۔ صحیح احادیث میں بھی مروی ہیں تو تم کس طرح کہتے ہو کہ سابی کا توبہ قبول نہیں۔ اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب بار بار گزر چکا ہے کہ توہین حد کا سبب ہے اور حد توبہ سے ساقط نہیں ہوسکتا تو پھر توہین کرنے والا کس ایات میں داخل ہے یہ بات بھی ذکر کی گئی کہ بندے کا حق ساقط نہیں ہوسکتا توبہ سے تو یہ توبہ اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ میقد ہوا اور یہ اس آیت کریمہ سے مقید ہوا وہ آیت کریمہ یہ ہے **الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم** مگر وہ لوگ جو توبہ کرتے ہیں اس فعل کے قدرت سے پہلے تو قدرت کے ان کا توبہ قبول نہیں کیا جاتا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ تمھارا یہ قول کہ توہین یہ بندے کا حق ہے تو یہ تمھارے اس قول کے ساتھ تناقض ہے کہ سب کرنے والے کا قتل یہ حد ہے

اور حد واضح کرتا ہے کہ یہ بندے کا حق ہے کیا تم متون کو نہیں جانتے کہ وہ حد
کو جانتے تھے کہاں کا یہ قول کہ حد سزا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے حق کا مقدرہ ہے تو
تعزیر اور قصاص یہ دونوں ایسا حد نہیں کیونکہ اس میں مقدر نہیں اول میں کیونکہ
بندے کا دوسرے میں ہے میں کہتا ہوں کہ اس کے دو جوابات ہیں پہلا جواب
یہ ہے کہ حد کی تعریف گزر چکی بعض فقہاء کے قول سے بعض کے نزدیک حد کی
تعریف یہ ہے کہ یہ سزا ہے جو شریعت نے مقرر کی ہے جیسا کہ فتح القدیر میں
ہے کہ تو یہ قصاص ہوا اور توہین کرنے والے کے لئے یہ حد ہے اگرچہ یہ بندے
کا حق ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کبھی حد جامع ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے حق اور
بندے کے حق کو جیسا کہ حد قذف ہو تو ان دونوں میں فرق نہیں۔

دوسری قسم توہین کرنے والے کا قتل

فصل۔ توہین کرنے والے کا قتل: پھر اس کو حد کے طور سے قتل کیا
جائے ہمارے نزدیک ۔ تو توبہ قتل کو ساقط کرنے میں کوئی عمل نہیں کرتا وہ کہتے
ہیں کہ یہ مذہب اہل کوفہ وامام کا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق کے نزدیک اس
کا قتل کرنا ہے۔ (فتح القدیر بغات ۴۸۳ھ) خطابی نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا
کسی کو کہ کوئی اس بات میں مخالفت کرے کہ اس کا قتل واجب نہیں۔ اور جو اللہ

تعالیٰ کے حق میں قتل ہو جائے تو توبہ سے قتل ساقط ہو جائے گا۔ (فتح القدیر سیر ۷۸۳) شفاء قاضی عیاض میں ہمارے احناف کے نزدیک اس کو قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ تو جس نے انبیاء کی توہین کی یا ان میں سے کسی نبی کی تنقیص کی تو اسے قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔(شفاء)

تیسری قسم

کہ مرتکب انکار کرے اور توبہ کو شرط جانے

اس میں کوئی فرق نہیں کہ توہین کرنے والا خود توبہ کرے یا اس پر گواہی کوئی دے کہ اس سے الفاظ کفر صادر ہوئے ہیں کیونکہ انکار اس میں توبہ ہے تو شہادۃ کا معاملہ نہیں کیا جائے گا (فتح القدیر قبیل البغات ۷۸۳) اگر کسی نے کسی مسلمان کے مرتد ہونے پر گواہی دی اور وہ انکار کرتا اس کے لئے کوئی عذر نہ ہوگا نہ تکذیب کا کہ گواہ عادل ہیں بلکہ (کیونکہ انکار یا رجوع) یعنی اس سے قتل منع ہوگا فقط۔ اور باقی احکام مرتد کا اس پر لاگو ہوگا جیسا عمل کا ضائع ہونا ہے یا وقت کا باطل ہونا یا بیوی کی علیٰحیدہ گی اگر اس کے توبہ مان لیا جائے اور اگر ایسا نہیں تو پھر اس طرح حضور ﷺ کی توہین سے جیسا کہ اس

کا بیان گزر چکا۔(درمختار ج۳ مرتد ۲۹۹) اس قول کا یہ انکار توبہ، یا رجوع توبہ ظاہر ہے اگر چہ بغیر اقرار گواہی کے ہو اور متون کا ظاہر قول ہے پہلے باب میں۔ اور مرتد کا اسلام کا مطلب یہ ہے کہ وہ بے زار ہوا ہے ہر قسم کے دین سے اگر انھوں نے اقرار کا ذکر نہ کیا ہو دو گواہوں نے اور گواہی دی اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد انکار مع ان کے دونوں کے اقرار کا ہو۔اور یہ کافی ہے اس لئے کہ یہ تائید ہے حاکم کے لئے جب کے مرتد کا فیصلہ پیش ہو جائے اور اس نے یہ کہا کہ میں نے یہ ارادہ نہیں کیا تھا یعنی اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی اللہ سوا اللہ تعالیٰ کے اور بے شک محمد اللہ تعالیٰ کا رسول ہے تو یہ توبہ ہوا۔اس سے اس پر سوچنا ہے پھر میں نے دیکھا کہ اشباہ والنظائر میں لکھا ہے کہ خالی انکار کا مطلب توبہ ہے اگر اس کا مراد یہ نہ ہو بلکہ یہ مقید ہے تین قیودات سے۔ذخیرۃ میں بشر بن ولید سے روایت کیا ہے کہ جب مرتد اپنے ردت سے منکر ہوا اور توحید پر اقرر کیا اور حضور ﷺ کی رسالت اور دین اسلام پر تو یہ اس کا توبہ ہے۔(شامی ج۳ مرتد ص۲۹۹) توہین کرنا نیند میں معاف ہے(۱) کیونکہ اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف میں نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت کے مناسبت سے اس پر بوجھ ڈالا جاتا ہے۔ **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا** آلایہ نیند میں وسعت ہے اس لئے کہ وہ عاجز ہے جیسا کہ اس کا ذکر آئے گا ۔ (۲) حضور

ﷺ کا فرمان ہے کہ تفریط نیند میں نہیں ہے تفریط تو بیداری میں ہے۔
الحدیث۔ نیند عاجز ہوتا ہے استعمال قدرت کا اس کا حکم اور اثر (۳) اس
پر مرتب نہیں ہوتا اور نہ صحیح طور سے اس پر حد لاگو ہوگا کیونکہ یہ ایک فطری
طبیعت کا ہے اور انسان سے بغیر اختیار کے صادر ہوتا ہے تو واجب کہ اس
کا خطاب بھی موخر ہو اور وجوب کی ممانعت نہیں تو اس پر نفس وجوب ثابت
ہوتا ہے وقت کی وجہ سے اور نہ اس پر ثابت ہوتا ہے کہ اس کا ادا کرنا اس کے
وجوب سے کیونکہ یہاں خطاب نہیں اس کے حق میں۔ اگر وہ بیدار ہوا وقت
میں تو ادا کرتے اگر ایسا نہ ہوا تو پھر اس کا قضاء کرے اور اختیار کی بھی تھی یہاں
تک کہ اس کی عبادت بھی باطل ہوتی ہے طلاق اور غلام آزاد کرنے میں
اسلام اور مرتد ہونے میں اگر کسی نے نیند میں طلاق دیا یا غلام آزاد کیا یا
اسلام لایا یا مرتد ہوا تو اس کے اس اقرار سے اس پر کوئی حکم ثابت نہیں ہو
سکتا۔ اور نہ اس کے قرات یا کلام کے ساتھ کوئی تعلق احکام کا رہتا ہے یا نیند
میں نماز پڑھنا اور اس میں قہقہہ لگایا۔ (نوازل ۲۹۰) و دائرۃ الاصول و قمر الا
قمار و حسامی و مولوی و نامی و تلویح و توضیح وغیرہ میں کہتا ہوں کہ یہ قول متن کا
والمعتوہ الخ یا قول اسرح یا ارقد یہ عام ہے تو ہین کے افراد کے ساتھ۔

چوتھی قسم

وہ دلائل جو توہین کرنے والے کے کفر اور قتل میں ہیں اور عدم قبول توبہ کی

حضور ﷺ کے وصال کے بعد احکامات تین ہیں۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اور امت مرحومہ کا اجماع کتاب اللہ: اللہ تعالی کا یہ قول ہے۔ (۱)

ان الذین یوءذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و اعد لھم عذ ابا الیما۔

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دیتے ہیں تو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے درناک عذاب تیار کیا گیا ہے۔ (۲) **والذین یوءذون رسول اللہ لھم عذاب الیم** وہ لوگ جو اللہ کے رسول کو تکلیف دیتے ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۔ **ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا** ۔ جہاں تم ان کو پاؤ گے تو ان پر لعنت ہے ان کو پکڑو اور ان کو قتل کرو یہی آیات مبارکہ ان لوگوں کی کفر اور قتل پر دلالت کرتی ہیں

تکلیف تو ہلکا شر ہے اگر زیادہ ہوا تو ضرر بھی زیادہ ہوگا ایسا ہی خطابی وغیرہ نے فرمایا ہے۔(رسائل الشامی ج اص ۳۱۶،۳۱۷) (۴) **ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم الایہ** بے شک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں ایمان کے بعد پھر ان کا کفر زیادہ ہو تو ہرگز ان کی توبہ قبول نہیں ۔ اگر کوئی کہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اقوال ہیں۔(۱)**توبوا الی اللہ الایہ** اللہ کی طرف توبہ کرو(۲) **وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ** ۔اللہ وہی ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے(۳)**قابل التوب الایہ** وغیرہ آیات دلالت کرتی ہیں کہ توہین کرنے والے کی توبہ مقبول ہے تو ہم اس کے جواب کہتے ہیں کہ سب سے پہلے کہ توہین کرنے والے کی توبہ کے چار اجزاء ہیں۔ (۱) کہ وہ اپنے کئے ہوئے پر شرمندہ ہو(۲) اور گناہوں کی بیخ کندی کرے فی الحال(۳) اور یہ ارادہ کرے کہ آئندہ دوبارہ یہ گناہ نہیں کروں گا (۴)اور حق والے کی حق تلفی کو دفع کردے ۔ (شامی ج ۵ کراہیۃ ،مدارک الصارم المسلول ۲۹۲)۔

خاتمہ

اس باب میں مانعین کے سوالات کے جوابات ہیں

مطلب: ضروری ہے کہ یہاں وہ دلیل لائے کہ حاکم ہی مطالبہ کرے اور اس کے پاس اس کا ثبوت نہ ہو ۔ ردالمختار وغیرہ اگر نہ پایا جائے۔ تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ روضہ میں ہے کہ اخبار حضور ﷺ کے حق کے ثبوت کے لئے ہیں تو یہاں دعویٰ اور طلب حق کی شرط ہے اور یہ نیابت کی وجہ سے ہے کہ وہ حضور ﷺ کا نائب ہے کیونکہ مسلمانوں میں سے جو کھڑا حضورﷺ کا حق طلب کرے تو یہ اس کی نیابت ہے کیونکہ ولایت اولیاء نہیں ہے مگر جو اس عار کے ساتھ چمٹا۔ تو اس مسئلہ میں عار سے چمٹا تو یہ امت مرحومہ کے لئے کیونکہ وہ اپنے نبی کے عاد پر مطالبہ کرے تو یہ حق کے طلب گاروں میں سے ہوئے کہ وہ حق کے دعوے دار ہوا۔ (خلاصہ ج ۲۲۴۲ ۵ و تذکرۃ الابرار وغیرہا) اگر کوئی کہے کہ ابن عابدین نے اس پر مسئلہ پر اعتماد کیا ہے جو امام سبکی اور قاضی نے نقل کیا ہے۔ تو انھوں نے مرتد کے حکم میں کہا ہے تو ان لوگوں پر حجت ہے اور ہمارے مذہب کی کتب میں ایسا نقل نہیں ہے اس کے جواب میں کہتا ہے۔ پہلا جواب یہ ہے کہ اعتبار ہمارے مذہب کے

علماء کے اختلافی مسائل میں ہے جسان تین مسائل میں۔ دوسرا جواب یہ ہے
کہ صاحب محیط اور خلاصہ وامام ابی الحسن ماتریدی و ابن ہمام اور امام محمد نے
مبسوط شریف میں اور اصحاب الاجتہاد مذہب حنفی میں انھوں نے یہ فرمایا ہے
کہ توہین کرنے والے کی توبہ قبول نہیں توانھوں نے عدل کیا اور اس کو ثابت
کیا اور مضبوطی دیا سوال میں۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ ان تینوں کے اقوال خلاف
اجماع ہیں جیسا کہ ذکر ہوا ہے تو اس بات کے لئے کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اگر
کوئی کہے کہ اہل متون نے فرمایا ہے کہ ذمی سے اگر توہین صادر ہو جائے تو اس کا
عہدہ اور امان میں تناقض نہیں تو معلوم ہوا کہ اس کی توبہ قبول ہے اس کے
جواب میں ہم کہتے ہیں۔ (۱) وہ جو میرے ذہن میں ہے وہ یہ کہ جب توہین
اس سے سرزد ہو جائے تو اس پر وہ قتل کیا جائے گا اور اس کا عہدہ کم ہو جاتا ہے
(فتح القدیر ثم العینی ثم الدر المختار) (۳) حق یہ ہے کہ فتویٰ اہل اجتہاد کا اس
پر ہوگا۔ (تفسیر احمدی) دوسرا جواب یہ ہے کہ ذمی کا عہدہ کم ہوتا ہے اور اس
کو توہین کی وجہ سے قتل کیا جائے گا یہ متاخرین مجتہدین کا اجماع ہے۔ تو سوال
کرنے والے کے روایت کے لئے کوئی اعتبار نہیں۔ نور الہدیٰ میں اور ہدایۃ
السالکین ص ۷۰ میں ہے اور درر الفرائد میں بھی ایسا نقل ہے اور ایسا ہی تذکرۃ
الابرار والاشرار ص ۲۲۷ میں ہے جو مکتبہ اسلامیہ محلہ جنگی پشاور نے شائع کی ہے

اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔ **الم تر الی الذین نهوا عن النجوی** اس قول تک کیا تم نہیں دیکھتے ان لوگوں کو جو مشوروں سے منع ہوئے ہیں ۔ **و اذا جاء وك حيوك بمالم يحيك به الله و يقولون فی انفسهم لولا يعذ بنا الله بما نقول حسبهم جهنم يصلونها فبئس المصير فا خبر بهم انهم يحيون الرسل تحية منكرة واخبر ان العذاب فی الاخرة يكفيهم فعلم ان تعذ يبهم فی الدنيا ليس بواجب**۔ اور جب تمہارے پاس آئے کہ تمھیں سلام پیش کرے وہ سلام جو اللہ نے تم پر سلام پیش نہیں فرمایا اور اپنے آپ سے کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ عذاب کیوں نہیں دیتا جو ہم کہتے ہیں اس کے سبب سے ان کے لئے جہنم کافی ہے اور یہ برا ٹھکانہ ہے ان کو خبر دیا گیا کہ انھوں نے رسول کو منکر سلام کہا تھا اور یہ بھی خبر دیا گیا کہ عذاب اخرت میں ہوگا یہ ان کے لئے کافی ہے تو جان لو کہ ان کو عذاب دینا اس کو واجب نہیں حضرت انس بن مالک کے روایت میں یہودی کا قصہ گزر چکا ہے اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ سے دخول رہط یہودی کا واقعہ ذکر ہے اور بخاری و مسلم دونوں نے روایت کیا ہے اور قصہ کے الفاظ دونو کتابوں کے مشترک ہیں

کہ یہ کہتے تھے السام علیک تو حضور ﷺ نے جواب میں وعلیکم فرمایا کہ یہ سام تم پر ہو تو جیسا دعاء حضور ﷺ کو تکلیف دینے کے زمرہ میں ہے اور اگر یہ الفاظ کوئی مسلم کہے تو وہ مرتد ہوگا۔ کیونکہ یہ حضور ﷺ کو وصال کے بددعاء ہوگی ان کی زندگی میں اور یہ کام کافر کا ہے۔ اور اس طرح ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اس یہودی کو قتل کرنے سے منع فرمایا کہ جس وقت صحاب کرام نے اس کو قتل کرنے کی اجازت چاہی۔ (صارم مسلول ص ۲۱۵) مطلب: دوسری باب میں یہ ذکر ہے کہ حضور ﷺ کی تابع داری کے باب میں مسلم شریف کی دوسری جلد میں کہ ایک منافق شخص انصار سے حضرت زبیر کے ساتھ جھگڑا کیا اور وہ حضور ﷺ کا چچا زاد بھائی تھا پانی کے سیرابی میں جب یہ جھگڑا حضور ﷺ کو پیش ہوا تو آپ نے زبیر کو فرمایا کہ پہلے تم سیرابی کرو پھر اپنے ہمسایہ کو پانی دو تو وہ انصاری غصہ ہوا تو اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کہ زبیر تو تمہارے چچا زاد بھائی ہے تو حضور ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہوا غصہ سے کہ اس نے نبوت کا احترام نہیں کیا بلکہ توہین کیا تو اس کا یہ کلام انتہائی قبیح ہے یعنی توہین ہے پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے زبیر کہ پہلے تم سیرابی حاصل کرو پھر پانی کو روکو کہ یہ پانی اس شخص کے ٹخنوں تک پہنچ جائے اس لئے کہ علماء جانتے ہیں کہ زمین میں پانی اتنا بلند ہوتا ہے اگر توھین کرنے والے کا حکم

قتل ہوتا تو اس ملزم کو قتل کا حکم دیتے حالانکہ آپ نے اس پر قتل کا حکم نہیں دیا۔ اور ایسی دوسری حدیث میں جو شیخان نے نقل کی ہے صحیح حدیث میں کہ حضور ﷺ نے اپنے نفس کے لئے کوئی انتقام نہیں لیا مگر وہ جس میں اللہ تعالیٰ کے حرمت کا ہتک ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس پر انتقام لیتا اس لئے ابن العابدین نے ردالمختار میں اور تنقیح اور منحہ ودلاۃ میں تنبیہ کے لئے فرمایا ہے تو حضور ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے بہت سے لوگوں کو معاف فرمایا جو آپ کو تکلیف دیتے اور آپ کی توہین کرتے اسلام سے پہلے جیسا کہ ابوسفیان ہوا ۔ اور یہ وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعه ویقولون سمعنا وعصینا واسمع غیر مسمع راعنا لیا بالسنتھم وطعنا فی الدین** وہ لوگ جو یہودی ہیں کہ وہ کلام میں تحریف کرتے ہیں اپنے مواضع سے اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور فرمانی کہ میں سنا ہوں ایسا کہ نہیں سنا اور **راعنا** لفظ کہتے اپنے ہونٹوں کو مروڑتے اور دین میں طعن دیتے۔ اس قول تک کہ بعض مفسرین نے یہ ذکر کیا ہے کہ یہ الفاظ قبیح اور توہین کے الفاظ تھے یہودی کی زبان میں تو انھوں نے توہین کی اس کلام میں اور استہزادہ کیا اور دین میں طعن دیا اس کے باوجود حضور ﷺ نے ان کو قتل نہیں فرمایا (صارم ص ۲۳۰) حضور ﷺ رحیم

اور کریم و معاف کرنے والے تھے عذاب اور عتاب کو دفع کرنے والے تھے
اور دنیا میں اپنی امت کے لئے نفع کھینچتے والے تھے تب وہ سوال کرتے اور
آخرت میں شفاعت فرمائینگے تو پھر ہم کس طرح اسکے عفوہ پر جزم کیوں کرینگے
کہ آپ نے توہین کرنے والے کو معاف فرمایا اور ہم اس شخص کی توبہ قبول
نہیں کرینگے۔ تو اس کے جواب میں ہم کہے نگے کہ پہلی بات یہ ہے کہ یہ اس
وقت کی بات ہے کہ اسلام ضعیف حالت میں تھا اور یہ بات منسوخ ہوئی جب
اسلام مضبوط ہوا کہ ان کے قتل کا حکم کا نازل ہوا یہاں تک کہ ان سے جزیہ لیا
اور ان کو ذلیل کیا گیا۔ (صارم ص ۳۳۱) امام نووی نے فرمایا کہ علماء نے
فرمایا ہے کہ اگر ایسا کلام کسی انسان سے آج دن صادر ہو جائے جس طرح
کہ انصاری نے بات کی تھی تو وہ انسان کافر ہوا اور اس کا قتل واجب ہے اور
حضور ﷺ نے اس لئے چھوڑ دیا تھا کہ یہ اسلام کے ابتدء میں قصہ ہوا تھا
وہ انسانوں کو الفت سے روشناس کرتا اور منافقین کی تکالیف پر صبر کرتا اور
فرماتے کہ اسانی دو اور مشکلات نہ دو خوشی دو اور نفرت نہ دو۔ (نوری) علی
بن ابی طلحہؓ نے ابن عباس سے روایت کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قول مبارک
واعرض عن المشرکین کہ مشرکوں سے کنارہ کش ہو جا ۔
اللہ تعالیٰ کا دوسرا فرمان ہے **لست علیهم بمصیطر** ۔ کہ آپ ان

پرنگہبان نہیں۔ اللہ دوسرا قول یہ ہے **فا عف عنھم وا صفح**۔ ان کو معاف فرمادو اور ان سے درگزر کرو ۔ اللہ تعالیٰ ایک اور قول **فا عفوا وا صفحوا حتیٰ یا تی بامر ہ** ۔ اور عفو کرو اور درگزر فرمادو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے۔ یہ بھی اللہ کا ارشاد ہے **قل للذین آمنوا لا یرجون ایام اللہ** ۔ ان لوگوں کو فرمادیجیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے امید نہیں رکھتے۔ یا ان جیسی اور ایات کریمہ تو یہ تمام منسوخ ہوچکی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول سے **فا قتلوا المشر کین حیث وجد تموھم**۔ مشرکین کو قتل کردو جہاں تم ان کو پاؤ۔ یا یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ **قا تلوا الذ ین لا یوءمنون باللہ ولا بالیوم الا خر (الی قولہ) حتی یعطوا بحز یۃ عن ید وھم صا غرون** ان کو مارجو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دے اور یہ ذلیل حالت میں ہو۔ فرمایا کہ یہ آیات ناسخ ہیں جو پہلی والی آیات کے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم اہل کتاب کے ساتھ قتال کا ہے تک کہ وہ تسلیم ہوجائے یا ذلیل ہوکر جزیہ کو قبول کرے یہ ان کو مشقت میں ڈالنے کے لئے ہیں۔ (الصارم المسلول ص ۲۱۲) اور ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ نے زھری سے نقل کیا

ہے کہ حضور ﷺ قتال نہیں کرتے جنہوں نے اپنے آپ کو قتال سے بچایا
جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے **فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم**
والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ لکم علیھم
سبیلا اگر وہ تم سے کنارہ کش ہو جائے تو ان سے جنگ مت کرو ان کو صلح کا
پیغام بھیجیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے ان پر کوئی راستہ نہیں ٹھرایا ہے یہاں
تک کہ ان سے بیزاری کا حکم نازل ہوا اور وہ بات یہ ہے کہ جب براءت نازل ہوئی
تو حکم ہوا کہ تمام کافروں کے ساتھ جہاد کرو اس میں بت پرست اور اہل کتاب
برابر ہیں ان سے منع ہو جاؤ یا منع نہ ہو جاؤ اگر انھوں نے تمھیں معاہدہ پیش کیا وہ
معاہدہ جو اس کے اور ان کے درمیان ہوا تھا۔ اور کسی نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ
کا فرمان ہے **جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم**
کہ کافروں اور منافقوں کے ساتھ جہاد کرو اور ان پر سختی کرو بعد اس کے کہ اس
کو کہا گیا ہے کہ کافروں اور منافقوں کی تابعداری نہ کرو **ولا تطع الکافر**
ین والمنافقین ودع اذاھم اور ان کی تکلیف کو چھوڑ دو اس لئے
زید بن اسلم نے کیا ہے کہ یہ آیت ماقبل آیت سے منسوخ ہوئی ہے (الصارم ۲۱۳)
ہم دوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس کو معاف فرمایا توہین اور برے
بھلے کہنے کے بعد اپنی زندگی میں لیکن امت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کو

معاف کردے۔ (الصارم المسلول ص۲۱۹،۲۳۲)(۲) اور آپ کے اصحاب کرام جب اس شخص کو دیکھتے جو اس کو تکلیف دیتے، وہ چاہتے تھے کہ اس کو قتل کردے اور شاید لوگوں کا ارادہ یہ تھا کہ وہ قتل کے مستحق ہے تو اس کو حضور ﷺ نے معاف فرمایا اور ان کو واضح کیا کہ اس کا معاف کرنے سے زیادہ مصلح ہے کہ وہ یہ اقرار کرتے کہ اس کا قتل جائز ہے۔ اگر حضور ﷺ کے معاف کرنے سے پہلے وہ قتل کرتے تو حضور ﷺ ان کو کچھ نہ فرماتے اس لئے کہ آپ کو علم تھا کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی بلکہ وہ اس کے تعریف کرتے اس پر اور بھلائی بیان کرتے جیسا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اس شخص کو قتل کیا تھا جو حضور ﷺ کے فیصلہ سے راضی نہ تھا اور جیسا کہ ایک شخص نے فروان کی بیٹی کو قتل کیا تھا اور آخر میں یہودی توہین کرنے والی تو جب حضور ﷺ کے وصال سے ملت پیش آیا تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں باقی رہا تو جو اس سزا کا مستحق ہو اس کو معاف نہیں کرنا بلکہ اس پر حد سزا قائم کرے۔ (الصارم المسلول ص ۲۲۸)(۳) اور پورا مطلب یہ ہوا کہ یہ کہا جائے کہ حضور ﷺ کے وصال فرمانے کے بعد قتل معین ہوا کیونکہ مستحق اپنے حق کے معاف کرنے پر ظاہری طور ممکن نہیں جیسے کہ کسی نے توہین کی یا کسی کو گالی دی ان مسلمانوں کو دنیا سے چلے گئے ہو تو اس کو تعزیر دی جائیگی کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کا گناہ کیا اور اگر وہ زندگی ہوتا وہ

پورا نہ کر سکتا یہاں تک کہ طلب کرتا جب اس کو پتہ چلتا۔ (الصارم المسلول ص ۲۹۲) (۴) معاف کرنا حضور ﷺ کے وصال سے باطل ہوا اور امت میں کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ حضور ﷺ کا حق معاف کردیں اور معاف کرنا حضور علیہ السلام کا یہاں علت ہے۔ (الصارم المسلول ص ۴۳۷) تو جواب کا حاصل اکہ یہ ہوا کہ یہ حضور ﷺ کا حق ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کی زندگی میں آپ نے بعض لوگوں کو معاف فرمایا ہے جیسا کہ کعب بن زبیر ہوا اور بعض کے قتل پر حکم صادر فرمایا جیسا کہ ابی رافع وغیرہ ہوا۔ اور حضور ﷺ کے وصال کے بعد یہ معاف کرنا عذر رہا۔ اور عفوہ توہین کرنے والے کی توبہ کے اخرا میں داخل ہوا جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا۔ اور وصال کے حال کا قیاس آپ کی زندگی پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کہ وہ معاف کرنا ہے زندگی میں اور وصال کے بعد وہ معاف کرنا ظاہر طور موجود نہیں اگر کوئی کہے کہ ردالمحتار میں نقل ہے اور رسائل شامی ومنحۃ الخالق وغیرہ میں نتف سے اور شرح الطحاوی اور فتاوی مئوید زادہ و معین الحکام، حاوہ الزاہدی ذخیرۃ العین وکتاب الخراج میں ہے کہ توہین کرنے والے کا حکم مرتد کی طرح ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے اور اس کو قتل نہ کیا جائے اور امام اعظم اور شافعی کے نزدیک بھی اور امام مالک واحمد کے نزدیک اس کو قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے پھر قتل پر یہ قول کس طرح صحیح

ہوا اور توبہ کی قبولیت کی نفی اس سے کس طرح ہوئی حنیفہ کے نزدیک اور حنفیوں کا
قول قاضی عیاض اور امام سبکی کی طرف منقول ہے اور ابن تیمیہ کی طرف بھی۔ تو
ہم اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ پہلی بات یہ ہے کہ مذہب حنفی میں مفتی بہ اور مختار
قول یہ صحیح ہے۔ متاخرین مجتہدین سے ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اس کا قتل
واجب ہے اور توبہ قبول نہ کی جائے کتاب وسنت واجماع میں جیسا کہ گزر چکا۔
اس کو یاد کرو۔ اور جو قول توہین کرنے والے کی توبہ کی قبولیت کا سوال ہے تو
کتابوں میں یہ اعتراض ذکر ہے تو یہ قول مرجوح مقابل کی دلیل سے اور
منصف کے لئے اس قدر کافی ہے۔ جو ذکر کیا گیا۔ اور جو متعصب ہے تو اس
کے لئے اول سے آخر تک قرآن بھی کافی نہیں ہے۔ تو جب باطل کے لئے
خلاف اس کے ذہن ہو تو وہ باطل کا اختراع کرے گا تو تحقیق کے وقت ناقل •
؛ اور منقول منہ کے لئے کوئی عبرت ظاہر نہیں ہوسکتا اور ہم اس کا دوسرا جواب
یہ دیتے ہیں کہ یہ چار ائمہ سلف کے زمرہ سے ہیں اور متقدین کی تصریح بھی
موجود ہیں جو اسلام کے بڑے رتبہ والے ہیں ان کا اختلاف قبول توبہ متعلق ہے
تو متاخرین نے اس پر اجماع کیا کہ توہین کرنے والے کا قتل واجب ہے
اور توبہ کی قبولیت نہیں ہے تو یہ اجمال ان کے ساتھ ہوا۔ اور اختلاف مذکور
کی تصریح یہ ہے کہ متاخرین کی اجماع محلا اور خلاصہ کتاب امام المتکلمین ابی

منصور ماتریدی اور تذکرۃ الابرار والاشرار وتحفۃ الصلحاء وفتاوی مالا بدمنہ وفج العمیق وفیروزیہ وخزانۃ العلماء وزاد اللبیب وغیرہ ذکر ہے تو یہ بات ظاہر ہوگی کہ کتب مذکورہ کو کوئی اعتبار نہیں اس اعتراض کا کیونکہ یہ اجماع کا خلاف ہے جواب کا مطلب یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ میں نے ترجیحات کو ظاہر کیا اور متاخرین کی اجماع کو بھی اور بطلان قول ابن العابدین کا شامی میں ہے اور منحۃ الخالق وتنبیہ الولاۃ والحکام وغیرہ میں کہ تابعداری کیا ہے ابن ہمام اور صاحب البزازیہ کا اور وہ تابع ہے سیف المسلول کا تو ان کے لئے امام معلوم نہیں جس کا بیان ہمارے مذہب میں گزر چکا ہے بلکہ یہ فحش باطلوں میں سے باطل ہے۔ کیونکہ یہ امام اعظم کے مذہب کے خلاف بات ہے اور اکثر متقدمین کے مذہب کا بھی خلاف ہے اور پھر متاخرین مجتہدین کی اجماع کے خلاف ہے اس کو یاد کرو۔ اگر کوئی کہے کہ ابن عابدین نے کہا ہے اور ہمارے متقدمین ائمہ نے بھی فرمایا ہے۔ اپنی کتب میں مرتد کے باب میں جہاں انھوں نے کفر کے الفاظ نقل کیے ہیں کہ توہین کرنے والے کے متعلق ان کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہوا ہے۔ یا وہ کافر ہے اور اس پر لفظ کفر کا اطلاق کیا ہے اور کسی نے یہ نہیں کہا کہ اس کی توبہ قبول ہے۔ کہ وہ قتل کیا جائے اگر اس نے اسلام قبول کیا۔ بلکہ انھوں نے

اس بات پر اطلاق کی کہ اس کا اس پر اعتماد ہے جو اس نے اقرار کیا اول مرتد کے باب میں جو حکم مرتد میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر اس نے اسلام قبول کیا تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ (رسالہ تنبیہ الولاۃ والحکام ج ۱ ص ۳۲۵،۳۲۶) اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ بہت سے محققین نے اس کے قتل پر حکم کیا ہے ۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں جیسا کہ مبسوط امام محمد اور کتاب ابی منصور ماتریدی اور محیط وخلاصہ تنویر الابصار وغیرہا میں ذکر ہے۔ تو ابن عابدین عدم اطلاق کی دلیل صحیح نہ ہوئی۔ دوسرا جواب یہ ہے اگر ہم اطلاق مذکور کو مان لے جو سوال میں ہے تو وہ اطلاق ہے کہ اجماع متاخرین مجتہدین نے اس پر اجماع کیا ہے اور ان کی اجماع کا خلاف جایز نہیں جیسا کہ اصول فقہ میں بحث اجماع میں صراحت موجود ہے تو شامی کی توجیہ اپنے رسائل میں صحیح نہیں۔ اگر وہ یہ کہے کہ ابن عابدین نے کہا ہے کہ عبارات متون مذہب تمام قدوری اور کنز و درالمختار والملتقی و البدایہ وجامع الصغیر سے ہیں۔ اور شروح پھر قتل نہیں من حیث العموم کہ کوئی شک نہیں کہ مسلمان نے جب توہین کی وہ مرتد ہوا تو وہ عام مرتدین میں داخل ہے اور وہ اس لفظ میں داخل ہے کہ من لفظ من ارتداده اور لفظ میں مرتد اور یہ صرف تعریف پر معرف ہے اور یہ لفظ کہ اذا ارتد

ا لمسلم اہ یہاں علم الاوصول میں یہ بات مقرر ہے کہ عام دلالت افراد پر بھی ہے قطعی ہمارے نزدیک اور حکم واجب ہے جو اس کی طرف راجع ہو۔ کیونکہ عورت جب مرتد ہو جائے تو یہ عام دلائل میں داخل ہے تو تمہیں یہ بات ظاہر ہوئی کہ توہین کرنے والے کا قتل نہیں ہے جب کہ اس نے اسلام قبول کیا اور توبہ کی یہ منصوص علیہ ہے متون اور شروح اور فتاوی میں تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ جیسا کہ انھوں نے وضاحت کی ہے۔ عام مرتد کے بیان سے عورت نکلتی ہے کہ عورت کو قید کیا جائے اور قتل نہ کی جائے تو اسی طرح کہ توہین کرنے والا عام مرتدین سے نکلتے ہے ان کے قول سے کہ ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر وہ مرتد داخل نہیں جو انبیاء کرام کی توہین کرے تنویر الابصار والاشباہ وغیرہما متون اور شروح اور فتاوی اس پر دال ہیں تو خواہ مخواہ بعض کتب کے متعلق جو سوال میں ذکر کئے گئے وہ اس قید پر محمول ہے تو بات یہ ہے کہ مرتد کی توبہ مقبول ہے تو اس مرتد سے مراد خفیف مرتد ہے نہ کہ اشد مرتد۔ اس کے چند وجوہات ہیں (۱) یہ اثمتناء میں داخل ہے جو کہ بیان گزر چکا (۲) اور جب وہ کہتے ہیں کہ توبہ سابی کی قبول نہیں اور اس کو قتل کیا جائے کیونکہ اس کا تعلق حد کے ساتھ ہے اور یہ بندے کا حق ہے بخلاف عام مرتد کے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مرتد جس میں دوسرے انسان بھی داخل ہوں

اور امیر المومنین ابو بکر صدیق اور امام اعظم وثوری واہل کوفہ مذہب کے مطابق ہے۔ (بزازیہ در سائل شامی ج ۱ ص ۳۲۶) (۲) یہ بات ہے کہ صحابہ رسول ﷺ فرق کرنے والے اور عام مرتد کے درمیان تو توہین کرنے والے مرتد کے متعلق ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اس کو قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہیں اور دوسرے مرتد کے لئے توبہ قبول ہے اور اس کو توبہ کرنے کے متعلق کہا جائے اگر وہ مان لے تو اس کی توبہ قبول ہے مرتد کی طرح کیونکہ یہ قول ایک قسم ہے مرتدین کا (الصارم مسلول ص ۳۳۸) دوسرا جواب یہ ہے اگر توہین کرنے والے کافروں کی طرح ہو یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے لئے کوئی عہد نہیں ہے۔ اور ان کو قتل کرنا نہیں ہیں اور ان اوقات میں ان کے قتل کا حکم نہیں ہیں۔ یہ وہ وقت ہے جو امن کا وقت ہو اور لوگ ان کے کفر سے مامون، تو جان لو کہ توہین جنایت ہے اور کفر سے بھی زائد ہے (الصارم المسلول ۳۸۶ و بزازیہ در سائل شامی ج ۱ ص ۳۲۶) اگر کوئی یہ کہے کہ نور العین میں کہا گیا ہے کتاب علامہ ابی السعود میں اس مسئلہ کے متعلق جو دیکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے سلطان سلیم خان ان دونوں امر کے متعلق فیصلہ پیش ہوا پہلی بات یہ ہے انسان اس شخص کے حال کو دیکھے گا کہ وہ توہین رسول ﷺ سے توبہ کرتا ہے اگر وہ سمجھتا تھا کہ اس کی توبہ صحیح ہے اور اسلام بھی اچھا ہے اور حالت بھی صحیح ہے تو حنفیہ کے قول پر عمل کیا جائے گا

یعنی اس کی توبہ قبول کی جائیگی اور تعزیر اور قید تادیبا اس کے لئے کافی ہے اور اگر اس کا عقیدہ تغیر کا نہ ہو تو دوسرے مذہب پر عمل کیا جائے تو اس کی توبہ اور اسلام پر اعتماد نہیں کیا جائے اور حد لگا کر اس کو قتل کرنا ہے تو باشاہ نے حکم دیا کہ اس کی بادشاہی کے تمام قضاۃ اج کے بعد اس پر عمل کرے کیونکہ اس میں نفع اور فائدہ ہے۔ درالمختار کا کلام ختم ہوا۔ (تنقیح الحامدیہ ج اص ۱۰۷) وغیرہ ذالک ۔ تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ پہلی بات یہ ہے توہین کرنے والے کی توبہ قبول کرنا اور تعزیر پر اکتفاء کرنا اور اس کو قید کرنا حنیفہ کا قول نہیں ہے ان کا کلام یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ اور اس کا قتل واجب ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ تو یہ بات مذہب حنفی کے خلاف ہے۔ تو جمع مذکور کا حکم باطل ہے (۱) فتوی مجتہد کے قول پر ہے (بحر ج ۵ ص ۱۲۰) (۲) حق یہ ہے کہ مجتہد کسی حکم پر صحیح حکم لگائے تو وہ حقیقت ہے۔ (بحر ج ۵ ص ۱۲۰) دوسرا جواب یہ ہے کہ توبہ قبول کرنا اور قید پر اکتفا کرنا تو یہ متاءخرین مجتہدین کے اجماع سے مخالف ہے۔ اور تم نے یہ جان لیا کہ خلاف اٹھ جاتا ہے جو اجماع صحیح سے پیوست ہو نور الانوار بحث الاجماع تو موصوف کا یہ دعویٰ باطل ہوا تیسرا جواب یہ ہے کہ ابوالسعود اور صاحب، نور العین اور صاحب درالمختار، وصاحب تنقیح یہ تمام ساتویں طبقہ کے مقلدین ہیں جیسا کہ طبقات الفقہا میں نقل ہے اور مقلد

مذکور کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مذہب کے خلاف عمل کرے اور اس کے لئے دوسرے مذہب پر عمل جائز نہیں جیسا کہ ہمارے علماء نے اس پر تصریح کی ہے تو جائز نہیں کہ دونوں مذہبوں پر اکٹھا عمل کرے۔ اس کا چوتھا جواب یہ ہے کہ جمع مذکور جو سوال میں ذکر ہوا یہ اجماع کے خلاف ہے ابی السعود کے قول کے بناء پر جو ذکر ہوا کہ مسئلہ اختلافی ہے کیونکہ امت جب کسی مسئلہ کے اقوال میں اختلاف رکھتا ہو تو یہ اجماع مرکب قول کو باطل کر دیتا ہے جیسا کہ نورالانوار بحث اجماع میں ذکر ہے تو جمع مذکور باطل ہوا پانچواں جواب یہ ہے کہ جمع مذکور سوال کی بنیاد اختلاف پر ہے اور یہ قول ملفق ہے۔ اور ملفق قول اجماع سے باطل ہے ۔ درمختار ج ورسم المفتی تو جمع مذکور باطل ہوا اگر کوئی کہے کہ اس میں کوئی اخفاء نہیں کہ سلطان اور قضاۃ کے مرنے کے بعد یہ حکم باقی نہ رہا اور ان کا یہ حکم معزول ہوا تو ان کے لئے ضروری ہے کہ نئے حکم پر عمل کرے تا کہ مذہب غیر پر عمل ہو جائے کیونکہ سلطان کے نائب کے لئے تو وہ حکم کافی ہے۔ اور اس پر بھی تصریح ہوئی ہے کہ قاضی وکیل ہوتا ہے سلطان اور اس کے نائب کے حکم میں تو جب ان کا قضاء زمان اور مکان کے ساتھ مخصوص ہوا یا کسی شخص اور حادثہ یا مذہب کے ساتھ خاص ہوا اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر ان کیلئے کسی حکم تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ جب جمع مذکر کور کا باطل ہوتا

ظاہر ہوا تو پھر یہ اعتراض فاسد بنیاد پر ہے اور حضورﷺ کا فرمان مبارک ہے
کہ مخلوق کی اطاعت میں خالق کی معیصت جائز نہیں سلطان کا حکم باطل ہوا عمل
نئے حکم پر ہوگا کیونکہ اس کے مرنے اور معزول ہونے کے بعد ان کا ماننا باقی نہ ر
اور بطلان مذکور صحیح نہیں ہے پھر اچھی طرح جان لو اے میرے مسلمان بھائیوں
کہ جو کوئی توہین کرنے والے کی توبہ کی قبولیت کو مانتا ہے تو اس کا مراد یہ ہے کہ
اگر یہ توبہ حضورﷺ کی زندگی میں قبول ہے تو وصال کے بعد دار آخرت میں عفو
کا امکان بھی ہے ۔ کہ حضور ﷺ اس کو معاف کرے ۔ اور جو دار دنیا میں
انتقال کے بعد آپ معاف کرانا معلوم نہیں ہوسکتا کسی کو تو یہی علت موجود ر با ا
امت کیلئے حضور ﷺ کے لئے معاف کرانا کسی کے لئے جائز نہیں تو پھر کوئی
عقل مند اس بات کو کس طرح قبول کریگی کہ سابی کی توبہ قبول ہے اور یہ بات
تسلیم شدہ ہے کہ اس کے لئے کوئی توبہ شریعت میں نہیں ۔ اس پر سوچو اور تعصب
والوں سے نہ ہو۔

حررہ (پیر طریقت) سید احمد علی شاہ السیفی النقشبندی

مترجم

میاں ظاہر شاہ قادری مدین سوات

حالا کارپوریشن کالونی نمبر ۲ پشاور شہر

اختتام بتاریخ = ۲۶-۹-۲۰۰۷

تعارف

حضرت پیرِ طریقت مولانا سید احمد علی شاہ سیفی نقشبندی مدظلہ العالی

از

میاں ظاہر شاہ قادری مدین سوات

حضرت پیرِ طریقت مشعلِ راہِ معرفت مولانا سید احمد علی شاہ سیفی نقشبندی مدظلہ العالی ضلع سوات کے ایک مشہور قصبہ خوازخیلہ کے نواحی گاؤں شالفین میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت سید جمیر شاہ صاحب ہیں۔ آپ کا سلسلہ شجرہ نسب سلسلہ عالیہ چشتیہ کے سالار اعظم حضرت سید علی ترمذی چشتی نظامی بونیر سے جا ملتا ہے ۔ حضرت سید احمد علی شاہ کا شجرہ یوں یہاں درج کیا جاتا ہے ۔ حضرت العلامہ مولانا پیر سید احمد علی شاہ صاحب سیفی نقشبندی ابن حضرت سید جمیر شاہ صاحب ابن حضرت سید حسین شاہ صاحب ابن حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب ابن حضرت سید فدا حسین شاہ صاحب ابن حضرت سید قربان علی شاہ صاحب ابن حضرت نور علی شاہ صاحب ابن حضرت سید محمد علی شاہ باچا صاحب ابن حضرت سید عبدالصمد شاہ صاحب

ابن حضرت سید فرید شاہ صاحب ابن حضرت سید محمد قاسم شاہ صاحب ابن
حضرت سید مصطفیٰ شاہ صاحب ابن حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا
رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم۔ چونکہ آپ کے بدن میں حیدری خون ہے اس لئے
سادات کا اس چشم و چراغ کے مٹی میں مذہب اور روحانیت خلط وملط ہوا ہے
اور آپ کے رگ رگ کے خون میں علم ومعرفت وروحانیت رچا ہوا ہے۔ اپ
نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے علماء سے حاصل کی۔ اور پھر تشنگی محسوس کرتے
ہوئے اس کے لئے دور دراز کا سفر بھی کیا اور وہاں کے علماء سے بھی سیرابی
حاصل کی یہاں تک کہ مسلک دیوبند کے مشہور درسگاہ جامعہ حقانیہ میں داخلہ لیا
اور وہاں دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اس دوران میں آپ کی
ملاقات حضرت جامع الشریعت مولانا پیرِ طریقت سیف الرحمان صاحب
نقشبندی سمنگانی ہاشمی مدظلہ العالی سے ہوئی آپ نے جب پہلی ملاقات میں
اس میں وہ آثار وعرفان مشاہدہ کیں جو ایک مرشد کے لئے ضروری ہے۔ آپ
کا دل بیعت پر امادہ ہوا اور آپ نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ چونکہ آپ میں
وہ تمام کوالٹی موجود تھی جو ایک سالک کے لئے ضروری ہے تو بہت جلد وہ تمام
منازل سلوک حاصل کر لئے اور آپ کو بہت جلد یہ روحانی خزانہ میسر ہوا۔ آپ
کے پیر ومرشد نے آپ کو خلافت سے نوازا اور آپ کو سند مطلق خلافت کی سند

عطاء کی آپ نے اس سلسلہ کی آبیاری کے لئے شب و روز جد و جہد کی اور بہت سے لوگوں کو معرفت سے روشناس کرایا ۔آپ میں وہ جذبہ پہلے سے موجود تھا تو آپ نے اس میں اتنی ترقی کی کہ بغیر سروسامان کے بہت سی کتب منظر عام پر لائے ۔آپ نے عربی اور فارسی و پشتو، اردو میں لکھی ہوئی کتابیں اپنی اور دوسرے مستند اور جید علماء کرام کی تالیفات کو منظر عام پر لائے ۔آپ نے عربی اور فارسی و پشتو، اردو میں لکھی ہوئی کتابیں اپنی اور دوسرے مستند جید علماء کرام کی تالیفات کو منظر عام پر لائے ۔ آپ نے جو کتب تالیف کی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں ۔مجموعہ رسائل، امام الوہابیہ ابن تیمیہ ، برق آسمانی بر فتنہ ڈاکٹر عثمانی ، فتاویٰ نقشبندیہ سیفیہ ، فتاویٰ فیض نقشبندیہ سیفیہ ، جواہر سیفیہ، ارشادات سیفی فی الاجتناب عن عقائد پنجپیری، سنن الھدیٰ، حکم الشریعۃ الغرّیٰ علی من استخف بالعلم والعلماء، سراج السالکین علی اعناق المنکرین ، مکتوبات سیفیہ فی تردید الوہابیہ، تحفۃ الاحناف، انوار سیفیہ، تحفۃ المریدین ، مسئلہ توسل ،استمداد، دقائق التحقیقات فی تحقیق سماع الاموات اعلام المقلدین علی تلبیس غیر المقلدین تمیز الحق عن الباطل سیف الاسلام علی عنق مولوی عبد السلام، حلاوۃ الطاعات بالدعاء، فتویٰ فی اثبات الدعاء بین الفرائض والسنن کراھۃ الدعاء

بین الفرائض والسنن ضرب النعال علی رؤس الجہال ، المرائل الحنفیہ علی اعناق الوہابیہ، القعود عندالاقامۃ اطفاء الفتن فی الدعاء بعدالسنن میزائل سیفی امزائل سیفی ۲، اخراج المنافقین عن مساجد المومنین المرائل السیفیہ علی اعناق الراونڈیہ، الصاعقۃ الاحمدیہ علی عقیدۃ افضل خان رانج الفتنۃ الدجالیہ ، سیف القدیر علی عنق الکاذب الدرر الجمیلہ فی جواز الوسیلہ قرۃ العینین فی ایمان اباء سید الکونین ترکیب احمدی، الطریقۃ البیضاء فی مسئلۃ الدعاء مسئلۃ قیام الامام فی الحرا ۔ تمیز الحق عن الباطل، ضرب النعال علی رؤس الجہال، المرائل الحنفیہ علی اعناق الوہابیہ ، القعود عند الاقامۃ اطفاء الفتن فی الدعاء بعدالسنن وغیرہ ۔ اور جو کتب آپ کی تالیفات نہیں ہیں بلکہ دوسرے علماء معتمد اہل سنت کی لکھی ہوئی تالیفات ہیں ۔ ان کو بھی آپ نے ازراہ اشاعت مسلک اہلسنت شائع کی مثلاً تسہیل المشکوٰۃ و تسہیل البخاری، الاصابہ فی ایصال ثواب الصدقۃ والصلوٰۃ والتلاوۃ والادعیہ للاموات الامرات ۔ تقاضی مطلوبہ فی الدعاء بعدالسنن، ، الدعاء بعد نماز جنازہ ۔ نورالصراط ، البصائر وغیرہ ایصال الثواب علامہ اکاڑوی تجلیات حوریۃ الذخائر علامہ حافظ کفایت اللہ ڈاکٹی نورالصراط ، البصائر وغیرہ کہاں تک قلم بند کردوں زیر قلم لانا مشکل ہے ۔ آپ پاکستان کے

مشہور شہر کراچی میں مقیم ہوئے اور فرنٹیر کالونی میں آپ نے یہ شمع روشن کی۔ اور اس کی روشنی سے تمام پاکستان عالم روحانیت اور معرفت سے روشن ہوئے۔ فقیر کے ساتھ آپ کی محبت اور تعلق بہت پہلے سے ہے، اور ابھی تک حب فی اللہ کے جذبہ سے تا حال جاری ہے۔ آپ کے معتقدین اور مریدین کا جال تمام پاکستان میں پھیلا ہوا ہے یہاں تک کہ افغانستان اور ایران میں بھی آپ کے مرین و معتقدین اور شاگرد موجود ہیں اگر میں یہ کہو کہ حضرت پیر صاحب پورا ایک ادارہ ہے تو مبالغہ نہ ہوگا، کیونکہ آپ کا کام ادارہ سے کم نہیں آپ نے دینی علوم کے مدارس کی بنیاد بھی رکھی جس میں طلباء دینی علوم حاصل کرتے ہیں۔ تحریر کے علاوہ تقریر میں بھی مہارت رکھتے ہیں اپ کی تقریروں سے بہت سے گمراہوں نے گمراہی کا راستہ چھوڑ کر ہدایت کا راستہ اختیار کیا ہے۔

اولاد امجاد: فی الحال آپ کے چودہ بچے ہیں جن میں سے سات لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں۔ لڑکوں کے نام یہ ہیں (۱) حافظ و قاری مولانا سید عبدالحق (۲) حافظ سید سراج الحق (۳) سمیع الحق (۴) سید حبیب الحق ((۵) سید شمس الحق (۶) سید ضیاء الحق (۷) سید سیف الحق ہیں ان میں سے آپ کا سب سے بڑا صاحب زادہ مولانا حافظ و قاری سید عبدالحق

صاحب دینی کام میں آپ کا ہاتھ بٹاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذہن بھی والد کی طرح خدمت دین کا جذبہ دیا ہے اورشب وروز اس لگن میں لگا رہتا ہے۔

خلفاء : آپ کے بہت سے خلفاء ہیں ان میں چیدہ چیدہ چند کے نام یہاں درج کیا جاتا ہے۔

شیخ القرآن والحدیث مفتی محمد فضل اللہ نقشبندی چشتی قادری سہروردی مہتمم دارالعلوم حنفیہ سعیدیہ لنڈی شاہ ڈاک خانہ کاٹلنگ ضلع مردان
شیخ القرآن والحدیث مفتی سید محمد منور شاہ سواتی (المرکز الاسلامی کراچی)
شیخ القرآن والحدیث عتیق اللہ کوئٹہ بلوچستان
خطیب سندھ مولانا محمد سلیم عباس نقشبندی کراچی
مولانا سید محمود شاہ کراچی
مولانا محمد عبدالحئی فراہ افغانستان
مولانا محمد پٹھانی وانجی سندھ
مولانا محمد ارشاد کشمیری
مولانا امروز الدین کینیڈا
مولانا شیر محمد صاحب
مولانا عابد علی صاحب

مولانا محمد فیصل صاحب

مولانا فضل اللہ صاحب

مولانا حافظ و قاری سید عبدالحق صاحب

حافظ سید سراج الحق صاحب

حضرت فضل حمید صاحب

صوفی خادم حسین صاحب حافظ آباد۔ پنجاب

صوفی محمد نواب صاحب راولپنڈی

صوفی محمد ظفر اقبال صاحب اسلام آباد